



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخاً لله

سہ ماہی
رسالہ

اللہمّ صرّ علی محمد النبی الامی وعلی الفیصلتین

الجامعة المکیة کا علمی و روحانی ترجمان سہ ماہی رسالہ

المعارف

ہمارا مقصد.....
خالق کی عبادت
مخلوق کی خدمت



نومبر

2022

خانقاہ راہ سلوک، قادری نگر، چاندپور، مراد آباد، یوپی۔

فہرست مضامین

1	حمد باری تعالیٰ	امام عشق و محبت شاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ رحمہ
2	کلمات تبریک	مرشد برحق حضرت علامہ صوفی شاہ محمد ظہیر عالم قادری (بانی تحریک راہ سلوک)
3	کلمات تحسین	مولانا محمد مسعود الحسن قادری صابری (ناظم تعلیمات جامعہ مکیہ)
4	سہ ماہی ڈیجیٹل رسالہ المعارف کے مقاصد (اداریہ)	سالک محمد نوشاد عالم قادری سعدی (مدیر)
5	تحریک راہ سلوک منزل مقصود کی طرف گامزن	ابوالوفا ہندی
6	کوشش کرنے والوں کی کبھی ہار نہیں ہوتی	محمد شاداب رضا قادری
7	نصاب کی تجدید کاری اور آج کے تقاضے	احمد رضا قادری امجدی (نائب مدیر)
8	شیخ عبدالقادر جیلانی کی ریاضت و مجاہدات	نور مجسم
9	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سوانحی خاکہ	محمد فرمان رضا قادری
10	سفر نار اور ابلیس لعین	محمد امن قادری
11	انٹرنیٹ	محمد فہد کمال پاشا
12	شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ کا علمی مقام	غلام یسین قادری
13	مختصر سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	محمد حسان قادری
14	جدید ٹیکنالوجی کے مثبت اور منفی اثرات	محمد ساجد قادری

حمدِ باری تعالیٰ

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستان بتایا

تجھے حمد ہے خدا یا

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا

تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا

کوئی تم سا کون آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے

سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا

تجھے یک نے یک بنایا

ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو

مرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہو اُخدا یا

نہ کوئی گمانہ آیا

ہمیں اے رضا ترے دل کا پتا چلا بہ مشکل

درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا

یہ نہ پوچھ کیسا پایا

کلماتِ تبریک

کعبۃ العارفین قبلۃ السالکین پیر و مرشد حضرت علامہ صوفی شاہ محمد ظہیر عالم قادری چشتی برکاتی (المعروف خواجہ ظہیر الاولیاء، بانی تحریک راہ سلوک قادری نگر چاند پور مراد آباد)

آج دین اسلام جس پُر خطر دور سے گزر رہا ہے شاید ہی کسی پر مخفی ہو، تاہم اسکی تعلیمات و ہدایات آج بھی پوری انسانیت کیلئے مشعل راہ ہے اسی کے دامن میں انسانی قدر و منزلت کا تحفظ اور اسکی بقا مضمر ہے، دین اسلام کی آبیاری کیلئے صوفیاء کرام نے جس حکمت عملی سے تبلیغ فرمائی ہے وہ کسی غیر صوفیاء سے ممکن نہیں،

تحریک راہ سلوک بھی اسی کڑی کا ایک حصہ ہے جو صوفیاء کرام کے مشرب کو اپناتے ہوئے خدمت دین متین میں شب و روز سرگرداں ہے،

چنانچہ اسی تحریک کے گلشن علم کا ایک مہکتا پھول سہ ماہی رسالہ "المعارف" بھی ہے جو اپنے پورے آب و تاب کے ساتھ اپنی خوشبو بکھیرنے کیلئے حاضر خدمت ہے، پڑھیں اور مستفید ہوتے رہیں

مولیٰ کریم سے دعا ہے کہ اسکے تمام کارکنان اور قارئین و ناظرین کو اپنی معرفت کے نور سے نوازے اور انہیں فلاح دارین سے ہمکنار فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

فقیر محمد ظہیر عالم قادری چشتی برکاتی

کلمات تحسین

عمدة السالکین محبوب خواجہ ظہیر الاولیاء حضرت مولانا محمد مسعود الحسن قادری مکی صابری حفظہ اللہ و رعاه

(ناظم تعلیمات جامعہ مکیہ قادری نگر چاند پور مراد آباد)

کفر و ظلمت کے اس عجائب گھر میں اللہ والوں نے اپنے نورِ ولایت سے خلقِ خدا کو راہِ ہدایت میں لانے کے لیے علمی و روحانی طور پر ہر ممکن کوشش فرمائی، یہاں تک کہ مشائخ نے دینِ حق کی سربلندی کے لئے جس طرح درس و تدریس کے ذریعے خدمات انجام دیں ایسے ہی تصنیف و تالیف کے ذریعے بھی دینِ متین کو سیراب کیا، چنانچہ خدمتِ دین کے اسی سلسلہ نور کی ایک کڑی سہ ماہی رسالہ المعارف کے نام سے موسوم ہے جس میں مختلف رنگ کے علمی و روحانی مہکتے پھول ہیں آپ مطالعہ فرمائیں اور مشام جاں کو معطر کریں۔

مولیٰ کریم رسالہ ہذا کے تمام کارکنان و قارئین کو علم نافع عطا فرمائے آمین بجاہ مرشدی الکریم

فقیر محمد مسعود الحسن مکی قادری صابری

رسالہ "المعارف" کے مقاصد

انسان عروج و ارتقا کی کسی بھی حد تک پہنچ جائے اگر وہ اپنے خالق و مالک کی بارگاہ تک رسائی حاصل نہ کر سکا تو وہ مشت خاک تو ہو سکتا ہے لیکن صاحب افلاک نہیں ہو سکتا، اور محبوب حقیقی تک رسائی تبھی ممکن ہے جب بندہ اس کی طلب و جستجو میں لگا رہے، چنانچہ رب تعالیٰ فرماتا ہے "اور جو ہماری طلب میں کوشش اور مجاہدہ کرے گا ہم اسے ضرور اپنی طرف راہ دیں گے"

چنانچہ من جد وجد (جس نے کوشش کی اس نے پالیا) کا سہرا ہر کس و ناکس کے سر پہ نہیں باندھا جاتا بلکہ جو اس لائق ہوتا ہے اس پر پہلے بہت سی مصیبت و آزمائش آتی ہے پھر اس کے بعد اسے کامیابی کی دلیز تک پہنچا دیا جاتا ہے لیکن چونکہ علم دین انسان کو اس کی حقیقی منزل کا پتہ دیتا ہے اور وصال محبوب کی نعمتوں سے مالا مال کرتا ہے اس لئے حدیث شریف میں آتا ہے کہ "علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے" لہذا اپنے طلبہ کے اندر علمی و ادبی ذوق و شوق پیدا کرنے کے لئے سہ ماہی رسالہ بنام المعارف منظر عام پر لایا جا رہا ہے جس کے بنیادی اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ طلبہ کی علمی و ادبی فہم و فراست میں اضافہ کرنا

2۔ انہیں دور جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا

3۔ ملک و ملت کے لئے عظیم قائد و رہنما کی شکل میں انہیں تیار کرنا

4۔ ان کی مخفی صلاحیت و استعداد کو اجاگر کرنا

5۔ عصری علوم کے ساتھ ساتھ دینی معارف و حقائق سے آشنا کرنا

6۔ حالات حاضرہ کے پیش آمدہ مسائل کا سامنا کرنے کی قابلیت فراہم کرنا

7۔ طلبہ کی تحریری صلاحیتوں کو نکھارنا

8۔ ان کو معاشرتی و ثقافتی ماحولیات سے وابستہ کرنا

9۔ ان کے اندر ملکی و غیر ملکی حالات کو سمجھنے کی قدرت پیدا کرنا

10۔ انہیں مشائخ و اسلاف کی راہ و روش اور ان کے طرز سلوک کو زندہ کرنے کا شعور عطا کرنا

علاوہ ازیں مضمون نگاری کے خواہشمند حضرات بھی اپنے مقالات و اجات کو اس رسالہ میں شامل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل ای میل آئی ڈی اور واٹسپ نمبر پر ارسال کر سکتے ہیں۔

از قلم۔ مولانا ساجد محمد نوشاد عالم قادری (ابوالوفا ہندی)

موبائل نمبر۔ 9199258679

موبائل نمبر۔ 8125981590

Email Id. makkiajamia@gmail.com

Website. <http://jamiamakia.com/>

تحریکِ راہِ سلوک - منزل مقصود کی طرف گامزن

قرآن و حدیث اور دین و سنت کی تشریف آوری کا مقصد کیا ہے؟ ایک مومن کو یہ سوال بار بار اپنے ذہن میں دہرانا چاہیے، مختلف علوم و فنون کا ذخیرہ، ارباب علم و دانش کی یہ درس گاہیں، تعلیم و تعلم کے مراحل یہ سب اپنے مقاصد کے تابع ضرور ہیں لیکن وہ مقاصد کیا ہیں؟ کیا یہی کہ زندگی خوشحال ہو جائے، اچھی جاب، سروس، اور نوکری مل جائے اور کیا اس فانی دنیا میں اپنے نام و نمود اور سستی شہرت کے لیے حصولِ روزگار میں لگے رہیں؟ جبکہ یہ چیزیں صرف ضرورت ہیں مقصد نہیں کیونکہ تعلیم کا مقصد اگر مقصدِ تخلیق سے وابستہ نہ ہوں تو ساری تعلیمات فضول ہیں۔

مقصد پر ایک نظر

[مقصدِ تخلیق کے حوالے سے رب تعالیٰ نے فرمایا (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ) {الذاریات: 56}

ترجمہ:- اور میں نے جن اور انسان اسی لئے پیدا کیے کہ میری عبادت کریں

باری تعالیٰ کے اس فرمان سے تخلیقِ انسانی کا مقصد تو صاف ظاہر ہے لیکن عبادت و معرفت کی راہیں اور اس کے طور طریقے کون بتائے چنانچہ اس سلسلے میں ارشادِ ربانی ہے (يُتْلُوا عَلَيْكُمْ إِلَهَاتُكُمْ) [بقرہ 151]

ترجمہ کنز الایمان:- وہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے،

یعنی یہ نبی اپنی امت کو آیاتِ الہی اور احکامِ شرعی کی تعلیم فرماتے ہیں اور انہیں ظاہری و باطنی طور پر پاک فرماتے ہیں، اس مقام پر رئیس المفسرین حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ پاک فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے پاس پانچ چیزیں ہیں جسم، دل، دماغ، روح اور نفس امارہ جن میں سے پہلی چار چیزیں عارضی طور پر ناپاک ہو جاتی ہیں مگر نفس امارہ نجس العین ہے، عارضی ناپاک چیزیں پانی، مٹی ہو اور غیرہ سے پاک ہو جاتی ہیں جس کی تفصیل مسائل فقہ میں موجود ہے مگر نجس العین ان میں سے کسی چیز سے پاک نہیں ہوتا جیسے گُتے، خنزیر اور گوبر کو جتنا بھی دھوا جائے نجاست اور گندگی مزید بڑھتی رہے گی لہذا اس کو پاک کرنے کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ اسکی حقیقت و ماہیت بدل دی جائے مثلاً نمک کے ڈھیر میں کتنا لگا لگا ہار کر مر جائے اور نمک بن جائے تو یہ بھی پاک ہو جاتے ہیں اور جیسے گوبر جب راکھ بن جائے تو پاک ہی نہیں بلکہ اس راکھ سے برتن بھی پاک و صاف ہو جاتا ہے اب قول باری تعالیٰ (يُتْلُوا عَلَيْكُمْ) کا مطلب یہ ہے کہ میرے حبیب ﷺ تمہارے جسموں کو شریعت کے پانی سے، تمہارے دلوں کو طریقت کے پانی سے، تمہارے دماغ و خیالات کو حقیقت کے پانی سے، اور تمہاری روحوں کو معرفت کے پانی سے پاک فرماتے ہیں مگر یہ نفس امارہ جو نجس العین ہے ان چیزوں سے پاک نہیں ہوتا لہذا اسے خوفِ الہی کی آگ میں جلا کر اور عشقِ مصطفیٰ کی بھٹی میں ڈال کر اس کی حقیقت بدل دیتے ہیں

اور وہ نفس مطمئن بن جاتا ہے، یہ نفس فنا ہو جانے کے بعد بندے اور خدا کے درمیان دوئی مٹ جاتی ہے اور ہم اور میں کے جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں بس تو ہی تو رہ جاتا ہے

اشعار

پوچھا کہ تیرا نام کیا میں نے کہا شیدا تیرا

پوچھا کہ تیرا کام کیا میں نے کہا سودا تیرا

پوچھا کہاں رہتا ہے تو میں بولا کوئے یار میں

پوچھا تیرا کیا ہے پتا میں نے کہا رستہ تیرا

اور راہِ سلوک محبوب کا ہی راستہ ہے جس میں سالکین کو ان کے حسب حال درجہ بدرجہ راستہ طے کرایا جاتا ہے اور ظاہر و باطن کی حقیقت بدل کر انہیں منزل مقصود تک پہنچا دیا جاتا ہے،

دورِ جدید میں خانقاہیت اور سلوک و تصوف

انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے اس پر فتن دور میں بھی کیا سلوک و تصوف کا کوئی تصور ہے کیا خانقاہیت کی بنیادیں آج بھی باقی ہیں اس قسم کی باتوں کو آج کا ماڈرن طبقہ دقیانوسی خیال تصور کرتا ہے جب کہ یہ ان کی جہالت اور حماقت ہے کیونکہ جب انسان کا وجود آج بھی باقی ہے، حرکت و عمل بھی باقی ہیں کھانا پینا سونا جانا بھی آج تک باقی ہیں تو یقیناً انسان کے اندر کی خصوصیات و کمالات بھی ضرور باقی ہیں ہاں طریقے اور پیمانے ضرور بدل گئے بس انسان کے اندر کا جوہر اور اس کی خوبیوں کو نکھارنے والا کوئی ہونا چاہیے، آدم برسرِ مطلب۔۔۔ بلاشبہ تحریکِ راہِ سلوک آج کے نئے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے طالبین و سالکین کو کس طرح تربیت دیتی ہے کیسے نکھارتی ہے اسکے معنی شاید وہ سینکڑوں علما و سالکین ہیں جن کے قلوب و باطن پہلے زنگ آلود تھے اور آج روشن و منور ہو چکے ہیں، اس سے یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہے کہ اس دورِ جدید میں بھی ایسے مخصوص بندگانِ خدا ہیں جو خلقِ خدا کو آج بھی ایک نظر

میں محبت الہی کا جام پلا کر مست و بے خود بنا سکتے ہیں یہ باطنی تعلیمات کتاب و سنت اور صحابہ کرام و اولیاء عظام کی سیرت و سوانح کے اندر آج بھی موجود ہیں لیکن افسوس کہ مدارس و جامعات ان حقیقی علوم یعنی سلوک و تصوف سے اور ذکر و اذکار کی گرامہٹ سے یکسر خالی ہیں ایسے میں ظاہر ہے کہ آج کے فارغین کے کیا حالات ہوں گے، اعداد یہ تا فضیلت و افتاء تمام طلبہ علم شریعت حاصل کرتے کرتے علم باطن (سلوک و تصوف) کے حصول کو بالائے طاق رکھ چکے ہوتے ہیں ایسے میں آج کے نئے فارغین جو حسن اخلاق اور تزکیہ و تصفیہ جیسے روحانی جوہر سے یکسر خالی ہیں وہ قوم کی کیا تقدیر بدلینگے، کیا نئی تاریخ رقم کریں گے اور کونسا انقلاب برپا کریں گے اور روشن مستقبل کا خواب بھلا کون شرمندہ تعبیر کرے گا کیونکہ

ع- گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا

تحریک راہ سلوک کی داغ بیل

لہذا مدارس و جامعات کی زیوں حالی اور نئے فارغین کے اندر موجود روحانی خلاء کو دیکھتے ہوئے تحریک راہ سلوک کا قیام عمل میں آیا جس کے بانی قدوة العارفین قبلہ السالکین حضرت علامہ صوفی شاہ محمد ظہیر عالم قادری چشتی برکاتی حفظہ اللہ کی ذات اقدس ہے،

یوں تو آپ کی طبیعت دور طالب علمی سے ہی تزکیہ و تصفیہ، ذکر و اذکار اور مراقبہ و مکاشفہ کو فروغ دینے کی طرف مائل تھی لیکن فارغ التحصیل ہونے کے بعد مستقل طور پر آپ نے سلوک و تصوف کی طرف توجہ فرمائی اور حقائق و معارف اور اسرار و رموز کے بحر ناپید اکنار ہو گئے، پھر کیا تھا۔ رفتہ رفتہ تشنہ لبوں کی آمد و رفت شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے طالبان حق کا جم غفیر ان کے در و دولت پر سائل بنتا چلا گیا،

پھر آپ منظم طریقے سے سلوک و تصوف اور اصل خانقاہیت کو فروغ دینے میں سرپا مہمک ہو گئے جس کے نتیجے میں بفضل الہی تحریک راہ سلوک کا قیام بھی جلد ہی عمل میں آ گیا جس کے ماتحت اب مختلف شعبہ جات ہیں بلاشبہ آپ شریعت و طریقت کے ایسے سنگم ہیں کہ جہاں بلامبالغہ علماء و فضلاء جہیں سائی کرتے نظر آتے ہیں اور راہ سلوک میں قدم رکھنے کے لئے بیتاب و بے قرار پھرتے ہیں تاکہ عشق الہی کی دولت لازوال سے مالا مال ہو کر زندہ و جاوید ہو سکیں،

لیکن چونکہ علم شریعت کے بغیر سلوک و طریقت کا تصور بے بنیاد ہے چنانچہ آپ نے ملت کی نبض پر ہاتھ رکھا اور قوم و ملت کو فلاح و کامرانی تک پہنچانے اور دین و شریعت کو آگے بڑھانے کے لئے طلبہ و طالبات کے لیے دو مستقل ادارے بنام جامعہ مکہ خزائن العرفان و جامعۃ السالکات کی بنیاد رکھی اس طرح آپ نے نہایت قلیل مدت میں تعلیم و تعلم کا ایک سنہرے باب رقم فرمادیا جہاں طلبہ و طالبات کو درس نظامی کی تعلیم دینے کے علاوہ عصری علوم جیسے کمپیوٹر سائنس و ٹیکنالوجی، ہندی اور انگلش کی تعلیم بھی دی جاتی ہے علاوہ ازیں سلوک و تصوف کا بھی مستقل درس دیا جاتا ہے جس میں کثرت ذکر و اذکار کی خاص ترغیب دی جاتی ہے کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے

أَذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (اللہ کا خوب ذکر کرتے رہو)"

اور ذکر کی وجہ بھی ارشاد فرمائی "الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَجَمُّعًا مِّنْ الْقُلُوبِ" (سورۃ ۲۸) ترجمہ :- (سنو اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو جبین ملتا ہے)

جیسا کہ ابتدائی سطور میں یہ بات گزر چکی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے امت کو کتاب اللہ کی تعلیم فرمانے کے ساتھ ساتھ تزکیہ و تصفیہ اور حکمت و دانائی کا بھی سبق پڑھایا تھا چنانچہ اسی تناظر میں حضور خواجه ظہیر الاولیاء دام ظلہ نے آقائے کریم ﷺ کی اس پیاری سنت کو اپناتے ہوئے اپنے ادارے میں تعلیم و تعلم کے ساتھ تزکیہ و تصفیہ اور حکمت و دانائی کو منتقل کرنے پر بھی خصوصی زور دیا اور عوام و خواص کی تربیت کرنے کے لئے نیز طالبوں کو جام و وحدت پلا کر سرشار کرنے کے لئے خانقاہ راہ سلوک کی مستقل بنیاد رکھی

شعر،

پڑھ لیے میں نے علوم شرق و غرب

روح میں باقی ہے اب تک درد و کرب

. اور اب خانقاہ کے زیر اہتمام سلوک و تصوف اور روحانی تربیت کے علاوہ اور بھی مختلف شعبہ جات ہیں جس میں سرفہرست شعبہ تعلیم و تدریس اور ایف قیوفار میسی ہے

جامعہ مکہ میں کرائے جانے والے کورسز کچھ اس طرح ہیں

آفلائن کورسز

فضیلت، عالمیت، مولویت، حفظ القرآن، ہائی اسکول انگلش میڈیم، عربی ڈپلومہ، کڈس پرائمری اسکول، کمپیوٹر ڈپلومہ، سیلگرافی

آفلائن کورسز

مولوی کورس کالج اور پروفیشنل طلبہ کے لیے،

تربیت سالکین کورس،

عربی ڈپلومہ،

عربی انگلش بول چال

قرآن ناظرہ،

امامت کورس،

مبلغ کورس،

بجاء اللہ تحریک راہ سلوک اپنے دامن میں ان تمام شعبہ جات کو بخوبی اپنی منزل کی طرف لے جانے میں شب و روز کوشاں ہے جس سے طالبین و سالکین خوب خوب مستفید ہو رہے ہیں،

مولیٰ کریم ہمارے مرشد حضور خواجہ ظہیر الاولیاء کی تمام تر مساعیٰ جمیلہ کو بام عروج تک پہنچائے اور آپکا سایہ ہم سب پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

از قلم:- ابو الوفا ہندی

خادم التدریس جامعہ مکیہ خزائن العرفان، قادری نگر چاند پور مراد آباد۔

کوشش کرنے والوں کی کبھی ہار نہیں ہوتی

کوشش کرنے والوں کی کبھی ہار نہیں ہوتی جو کوشش کرتا ہے اسے کامیابی ضرور ملتی ہے جو کوشش کرتا ہے اللہ عز و جل اسے کامیابی سے ضرور ہمکنار کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے

(وَإِنَّ لَیْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ) آیت 63 سورہ نجم ترجمہ کنز الایمان اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا گراہی کوشش، اور حدیث شریف میں بھی آتا ہے (من جد فوجد) یعنی جس نے کوشش کی اس نے پایا

اور اگر انسان کوشش نہ کرے اور کامیابی کی امید کرے تو یہ محض پاگل پن کے علاوہ کچھ بھی نہیں کہ انسان اگر ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھ جائے تو کامیابی پانے کی بات رہی دور وہ خود مختلف انواع کی مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے

بغیر محنت و مشقت کے کچھ حاصل کر لینا ناممکن ہے ایک دودھ پیتے بچے کو بھی بغیر محنت و مشقت کے ماں سے دودھ حاصل نہیں ہوتا، ہر طرح کی محنت سے کنارہ کش ہو کر کرامات اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا توکل کے خلاف ہے اپنی بساط بھر ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے آج کل عرف عام میں یہ مقولہ بہت مشہور ہے

محنت میری رحمت تیری "یعنی محنت کرنا میرا کام رزق دینا میرا کام"

اگر انسان کسی یتیم کے مال کو بھی غصب کرنا چاہے تو بغیر محنت کے نہیں کر سکتا، اگر انسان کچھ غلط بھی کرنا چاہے تو اس کے لئے بھی محنت و مشقت درکار ہوتی ہے اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ دنیا میں جو سب سے پہلا قتل ہوا اس میں بھی کوشش شامل تھی جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل نے قابیل کو قتل کیا تو اسکو وہیں نہیں چھوڑ دیا بلکہ کوشش میں لگا رہا کہ اسکا کیا کیا جائے قابیل نے اپنے کاندھے پر ہابیل کو اٹھایا اور چل دیا تو اس نے ایک جگہ دو کوؤں کو دیکھا وہ آپس میں لڑے ایک نے دوسرے کو مار دیا اور کوئے نے اپنی چونچ سے زمین کھودی اور اسے اپنی چونچ سے زمین میں دفن کر دیا تو ہابیل یہ دیکھ کر قابیل کو اسی طرح زیر زمین دفن کر دیا اس طرح پہلی کوشش کرنے والے نے اپنے ہدف کو پایا

اور جس جس نے بھی اس دنیا میں تسلسل کے ساتھ محنت کی ہے کامیابی اسکے قدم چومتی نظر آتی

جیسے کہ بہار کے رہنے والے ایک عام آدمی نے جس کو آج دنیا مونٹین مین کے نام سے جانتی ہے (دشتر تھما چھی) نے 360 فٹ لمبا 30 فٹ چوڑا 25 فٹ اونچا پہاڑ صرف ایک چھینی اور ایک تھوڑے کی مدد سے کھود کر راستہ نکال دیا

دیکھیے یہ بات بظاہر ناممکن معلوم ہوتی ہے بھلا کوئی شخص ایک چھینی اور ایک تھوڑے کی مدد سے پہاڑ کو کیسے کھود سکتا ہے مگر اس شخص نے محنت کی اور ہمت نہیں ہاری اور اس پہاڑ کو گرا ڈالا اور اسی طرح اب سے تقریباً 140 قبل 27 جنوری 1880 عیسوی میں ایک مشہور سائنسدان (تھومس الوائیڈسن) نے ایک ایسی چیز ایجاد کی جس نے رات کو بھی دن کی طرح روشن کر دیا اس نے ایک ایسی چیز ایجاد کی جس میں اس نے 999 مرتبہ ناکام ہونے کے باوجود کوشش کا دامن نہ چھوڑا اور مسلسل اپنے کام لگا رہا آخر کار اس نے اس دنیا کو ایک بڑی ایجاد دی جسے دنیا بلب کے نام سے جانتی ہے۔

اب ہمیں اس سے سیکھ لیتی ہے کہ کوشش و محنت یہ دو ایسے اسلحے ہیں جنہیں انسان مضبوطی سے تھامے رہے تو نا ممکن دکھنے والے افعال کو بھی ممکن بنا دیتا ہے

کسی بھی کام کو محنت و کوشش کے ساتھ کرنے سے متعلق (حافظ ملت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں زمین کے اوپر کام اور زمین کے نیچے آرام) یعنی جب تک زندہ ہیں تو کوشش کرتے رہنا چاہیے اور نا امید ہو کر آرام سے بیٹھنا نہیں چاہیے اسی کے متعلق علامہ اقبال فرماتے ہیں

نہیں تیرا نشین قصر سلطانی کے گنبد پر

. تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چڑانوں میں

پرندے جن کے آشیانے بڑی اونچی اونچی گنبدوں پر ہو کرتے ہیں بظاہر انکی زندگی میں آرام ہوتا ہے اور کامیاب نظر آتے ہیں مگر پرندوں کا بادشاہ شاہین کو مانا جاتا ہے جو کبھی آشیانہ ہی نہیں بناتا اور اپنی پوری زندگی جدوجہد میں گزار دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ پرندوں کا بادشاہ ہے۔

عبدالکلام آزاد نے کہا اگر سورج کی طرح چمکنا چاہتے ہو تو سورج کی طرح جلنا بھی سیکھو یعنی مصیبتیں آئیں گی وقت و پریشانی کا سامنا ہو گا تمہارا وجود آرام چاہے گا لیکن آرام کو ترک کرنا ہو گا اور مشقتوں کا ہمت و جرات کے ساتھ سامنا کرنا ہو گا تمہاری سی کوشش کو اپنا ساتھی بناؤ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ملت اسلامیہ کو مایوسی سے بچنے اور کوشش کے ساتھ ڈٹے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

مضمون نگار۔ محمد شاداب رضا قادری مکی

نصاب کی تجدید کاری اور آج کے تقاضے

ہم عصر حاضر کے تقاضوں سے منحرف ہو کر صرف مدارس اسلامیہ کی ساخت پر گفتگو نہیں کر سکتے، عہد حاضر میں اس بات کی ضرورت ہے کہ مدارس اسلامیہ میں نئے نئے شعبہ جات داخل کئے جائیں طلبہ کو ہر طرح کے علوم و فنون سے متعارف کروایا جائے ان کے اندر غور و فکر کا مادہ پیدا کیا جائے فہم و فراست کو وسعت دی جائے، عصری علوم کو داخل نصاب کیا جائے تاکہ بعد فراغت طلبہ کو جو کی محسوس ہوتی ہے اور خود کو سماج سے ہم آہنگ کرنے میں جو مدت لگ جاتی ہے اس کا سد باب ناگزیر ہے، اور اس پر مستزاد یہ کہ معاشرہ ان کو ایک عجیب و غریب مخلوق ثابت کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی ہے، اور ان کو صرف مدرسہ مکتب مسجد میں ہی قید کر دینے پر آمادہ رہتی ہے، محض اس خیال سے کہ ان کو آتما بھی کیا ہے؟، ان کے اس خیال باطل کو ٹوڑنا ضروری ہے، اور اس سب کا حل ایک ہی ہے کہ ان طلبہ کو عصری علوم سے بھی آراستہ کیا جائے تاکہ یہ بھی ہر جہت سے بے لوث سماجی خدمت کر سکیں۔ جب کہ یہ بات ہر کسی پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مدارس اسلامیہ کا قیام طلبہ کو ملی خدمت گار بنانا ہے، اور اس کی بنیاد ہی خلوص و للہیت پر رکھی جاتی ہے تاکہ مذہب اسلام کی نشر و اشاعت کا حقہ ہو سکے اور دیگر سماجی کام میں بھی معاون ہو سکے۔ ان اداروں سے صرف ہمارا مقصد معلم ہی بنانا نہیں ہے بلکہ اصلاً مبلغین بنانا ہے لیکن یہ سب مقاصد اب مفقود ہو کر رہ گئے ہیں اس کے پیچھے کئی وجوہات ہیں۔ پہلی یہ کہ ہم اپنے مدارس کے نصاب میں ترمیم کرنے کو تیار نہیں، دوسری یہ کہ ہم خود کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے سے گریز کرتے نظر آتے ہیں، تیسری یہ کہ جدید علوم جیسے سائنس، میتھ، فزکس، کاسٹری، بائے لوجی وغیرہ نصاب میں شامل نہیں کرتے۔

آج صرف مدارس اسلامیہ میں رسمی اور یک رخئی تعلیم ہوتی ہے جن سے کوئی خاطر خواہ فائدہ ہوتا ہوا نظر نہیں آ رہا ہے۔ مدارس سے سند حاصل کرنے کے بعد کماحقہ وہ تدریس نہیں کر سکتے، ناقص علمی اور نا تجربہ کاری کی وجہ سے مدارس اور مساجد کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں، دراصل دیکھا جائے تو ان نو فارغین کی بھی کوئی غلطی نہیں ہے، اس سب کا پورا ذمہ دار مدارس میں مروجہ غیر ترمیم شدہ نظام اور سسٹم ہے جن کے زیر اثر انہوں نے تعلیم و تربیت پائی ہے جہاں صرف یک رخئی تعلیم ہی دی جاتی ہے۔

گھریلو معاشی کے اعتبار سے مدارس میں پڑھنے والے طلبہ تین طرح کے ہوتے ہیں، نہایت مالدار طلبہ، اوسط درجہ کے طلبہ، غریب اور کمزور طلبہ۔ پہلی قسم کے طلبہ بقدر ضرورت تعلیم حاصل کر کے کالج یونیورسٹی کا رخ کر لیتے ہیں ان میں وہ طلبہ بھی آتے ہیں جو اپنی جماعت میں دیگر ساتھیوں سے ذہنی لیاقت میں کافی اچھے ہوتے ہیں وہ محض اس خیال سے کالج اور یونیورسٹی کا رخ اختیار کر لیتے ہیں کہ ان کو کوئی مستقبل مدارس میں نظر نہیں آتا، ان کے اس رویہ کو اختیار کرنے میں مدارس کے وہ ناگفتہ بہ حالات بھی ذمہ دار ہیں جو مدارس کے منتظمین کی طرف سے رونما ہوتے رہتے ہیں۔ غور و فکر کا مقام ہے کہ ہم نے کتنا بڑا دین کا سرمایہ کھو دیا ہے، نہ تو مدارس کے پاس کوئی منصوبہ ہے نہ ہی کوئی مستقبل کی کوئی سوچ و فکر، اور نہ ہی طرز تعلیم کا کوئی خاص مقصد جن سے امت مسلمہ کا تبلیغی کام پورا ہو سکے، اور طلبہ کی صحیح رہنمائی کر سکیں سوائے اس کے کہ ہر آنے والے سال میں مدارس میں نئے طلبہ کا داخلہ لینا اور دستار بندی کی رسم پوری کرنا، جب حالات ایسے ہوں تو طلبہ کے اندر روحانی طاقت اور قوم و ملت کی خدمت کا جذبہ قلب میں کیسے پیدا ہوگا؟۔ اب عوام الناس دینی تعلیم کو معاشیات سے جوڑ کر دیکھنے لگی ہے، جب کہ ایسے حالات بنانے اور ماحول کو سازگار کرنے میں مدارس کے فارغین کا بھی ہاتھ ہے۔ دوسرے اور تیسرے قسم کے طلبہ جن میں سے بعض واقعی قوم و ملت کا درد اپنے سینوں میں سمیٹ لپٹی بساط بھر خدمت کی غرض سے نکلتے ہیں تو زمانے کی بد نظمیاں اور مدارس و مکاتب اور مساجد کے منتظمین سے پریشان ہو کر در در بھٹکنے پر مجبور ہو جاتے ہیں بلاخر یا تو وہ کوئی دوسری نوکری کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں یا پھر تجارت وغیرہ کرنے کی سوچ و فکر میں لگ جاتے ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ کیا کسی کے پاس اس کا جواب ہے؟ جب تک ہم تعلیم و تعلم کے میدان میں طلبہ کو مختلف علوم و فنون کے ساتھ ہنرمندی کے ذریعہ خود کفیل نہیں بنائیں گے اس وقت تک نہ تو صحیح معنوں میں ہم دین کی تبلیغ کر سکتے ہیں اور نہ ہی عوام کی ذہن سازی کر سکتے ہیں۔ ورنہ طرح طرح کے نئے مسائل جنم لیتے رہیں گے اور عوام الناس کو علماء سے اور علماء کو عوام الناس سے ہمیشہ شکایت رہے گی، ابھی تک ہمارے مدارس و جامعات کے پاس اس مسئلے کا کوئی حل ہی نہیں ہے کہ نو فارغین حضرات کو ان کی اہلیت کی بنیاد پر کسی ادارے یا مساجد میں تقرری کروائی جاسکے۔ لہذا کوئی ایسی تحریک یا تنظیم ہونی چاہئے جو نو فارغین حضرات کے لئے خلوص و للہیت کے ساتھ قوم و ملت کے لئے کام کرنا چاہے تو کر سکے۔ اور جب جدید نصاب کے پڑھے لکھے فارغین دونوں طرح کی تعلیم سے لیس ہو کر نکلیں تو سماج کے ہر فرد کی دلی خواہش یہی ہو کہ میری بھی اولاد ایسے ہی قابلیت و اہلیت کے مالک ہوں۔ ہمارا مذہب اسلام اس بات کی مکمل آزادی دیتا ہے کہ زمانہ کے لحاظ سے علوم و فنون کو سیکھا جائے اور اس کی تعلیم بھی دی جائے، انہی ضرورتوں کے پیش نظر مرکزی خانقاہ کے زیر اہتمام جامعہ مکیہ خزانہ العرفان چاند پور مراد آباد میں بے نظیر اور بے مثال ملی و دینی ادارہ قائم ہے جہاں دونوں تعلیم ایک ساتھ دی جاتی ہے، راقم الحروف نے بارہا کسی موقع سے دیگر اسکولوں میں جا کر دیکھا ہے کہ اسکول والے عصری علوم کے ساتھ ساتھ اپنی نظریات و افکار کے مطابق شعبہ اسلامیات کے تحت ملحدانہ اور زندیقانہ کتابیں پڑھاتے ہیں، جن سے نئی نسل میں عصری تعلیم کے نام پر منفی تعلیم کا اثر بھی منتقل کیا جا رہا ہے، حالانکہ یہ کام مثبت رجحان کے ساتھ اہل مدرسہ کا تھا جو اسکول والوں نے اپنا رکھا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب کوئی اسکول عصری اور دینی تعلیم ایک ساتھ فراہم کرتا ہے تو بلا تفریق مذاہب طلبہ اس میں داخلہ لیتے ہیں لیکن ہمارے پاس کف افسوس ملنے کے سوا کچھ نہیں ہے، اب مزید تاخیر نہ کی جائے بلکہ اس کا کوئی حل نکالا جائے۔ اس کا کوئی تدارک کیا جائے، اپنے دینی ادارے کو عصری تعلیم و تعلم سے جوڑا جائے طلبہ کو مختلف علوم و فنون کے ساتھ ساتھ ہنر بھی سکھایا جائے، اور دن بدن جو نئے مسائل سماج میں جنم لے رہے ہیں ان پر بھی روک تھام لگائی جائے، خاص کر مدارس کے نو فارغین حضرات کے مسائل پر خصوصی توجہ دی جائے اور ان کی بے اطمینانی کو چین و سکون میں بدلا جائے۔

رب تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں قوم و ملت کی خدمت خلوص نیت سے کرنے کا جذبہ عطا فرمائے۔

نائب مدیر، احمد رضا قادری امجدی (قلمی نام، ابوناقد ہندی)

شیخ عبدالقادر جیلانی کی ریاضت و مجاہدات

حضور غوث پاک تحصیل و تکمیل علوم کے بعد باطنی علوم کے بعد راہ طریقت کی طرف متوجہ ہوئے آپ کے دل میں مجاہدہ اور ریاضت کی طرف بے حد رغبت پیدا ہوئی۔ اس سے قبل شیخ حماد بن مسلم دباس سے اکتساب فیض کر چکے تھے ان کی صحبت میں رہ کر نہ صرف طریقت کے رموز و اسرار سے آگاہ ہو چکے تھے بلکہ آپ کو روحانی سر بلندیوں کے ضمن میں پوری شرح صدر حاصل تھی۔ اپنے مرتبہ ولایت سے بھی آگاہ تھے۔ روشن ضمیر اور اہل نظر تھے۔ لیکن قرب ربانی کے لئے آپ نے ابھی بہت کچھ کرنا تھا۔ ریاضات و مجاہدات کی جھٹی سے گزرنا ناگزیر تھا۔ کیونکہ راہ طریقت کے اہل قوانین میں سے ایک پہلا اور ضروری قانون یہ ہے کہ بغیر مجاہدات کے مشاہدات ممکن نہیں سالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان سے گزرے۔ یہاں تسبیح اور مصلے سے مقامات کا حصول ممکن نہیں۔ یہ باطنی شریعت ہے اس کے اپنے الگ اصول و ضوابط ہیں۔ سالک شریعت محمدیہ کی پابندی اور پاسداری کرتا ہوا منازل سلوک طے کرتا ہے اور آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور ہر قسم کی آزمائش سے گزرتا ہے۔ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ جب تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہوتے ہیں تو سخت مجاہدات کرتے ہیں۔ تاریخ تصوف میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا یہ مصائب و تکلیف اگر پہاڑوں پر نازل ہوتے تو وہ بھی پھٹ جاتے۔ آپ نے خلوت گزینی کے لئے آبادی کو چھوڑ دیا۔ جنگوں اور ویرانوں میں رہنا شروع کر دیا۔ یاد رہے خزانے ہمیشہ ویرانوں ہی میں ہوتے ہیں۔ چند ایک واقعات جن سے سرکار غوث پاک گزرے تحریر کئے جا رہے ہیں۔ عراق کے بیابانوں میں بیس (۲۵) سال شیخ ابوسعود احمد بن ابی بکر حریمی روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا تھا کہ میں پچیس سال تک تن تاعراق کے بیابانوں و ویرانوں اور خرابات میں پھرتا رہا نہ میں لوگوں کو جانتا تھا اور نہ لوگ مجھے پہچانتے تھے۔ البتہ اس وقت میرے پاس جنات اور رجال الغیب آیا کرتے تھے جن کو میں علم طریقت اور وصول الی اللہ کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ جب میں شروع میں عراق میں داخل ہوا تو حضرت خضر میرے ساتھی بنے رہے۔ اس وقت میں ان کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ میرا ان سے یہ معاہدہ ہوا کہ میں ان کے کسی حکم کی مخالفت نہیں کروں گا۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے ایک جگہ بیٹھنے کا حکم دیا تو میں تین سال تک اسی جگہ بیٹھا رہا سال میں ایک مرتبہ وہ مجھ سے آکر یہ فرماتے کہ یہی تیرا وہ مقام ہے جہاں تک تجھے پہنچایا گیا ہے۔ اس عرصہ میں دنیا اور اس کی خواہشات مختلف شکلوں میں مجھ پر وارد ہوتی تھیں مگر اللہ تعالیٰ میری مدد فرماتا اور مجھے ان کی طرف التفات کرنے سے بچالیتا۔ شیاطین مختلف ڈراوٹی صورتوں میں میرے پاس آتے اور لڑائی کرتے مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غالب رکھتا تھا۔ میرا نفس متشکل ہو کر اپنی خواہش کے لئے کبھی تو مجھ سے عاجزی کرتا اور کبھی میرے ساتھ لڑائی کرتا مگر میں بفضل خدا اس پر غالب رہتا۔ ابتداء میں میرا نفس اگر مجاہد کا کوئی طریقہ اختیار کرتا تو اس پر قائم رہتا میں کسی سے کوئی چیز قبول نہ کرتا اور ایک طویل مدت تک دونوں ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹتے ہوئے مدائن کے ویرانوں میں مجاہدات میں مشغول رہا۔ اور نفس کو طرح طرح کی ریاضتوں مجاہدوں اور مشقتوں میں ڈالتا رہا۔ چنانچہ ایک سال سبزی یا گری پڑی چیزیں کھا کر گزارا کرتا دوسرے سال صرف پانی پر گزارا کیا اور قطعاً کوئی چیز نہیں کھائی پھر تیسرا سال اس طرح گزارا کہ نہ کچھ کھاتا نہ پیتا نہ سوتا۔ ایک رات شدید سردی کی وجہ سے میں ایوان کسری کے کھنڈرات میں سویا تو رات بھر میں چالیس مرتبہ احتلام ہوا اور میں نے ہر مرتبہ دریائے دجلہ کے کنارے جا کر غسل کیا پھر نیند کے خوف سے محل کے اوپر ایک ویران جگہ چڑھ گیا اور وہاں دو سال تک قیام کیا۔ حتیٰ کہ سردی کے سوا مجھے کھانے کی کوئی شے وہاں میسر نہ آسکی۔ ہر سال ایک بزرگ شخص مجھے ادنیٰ جبہ

لادیتا جسے میں پہن لیتا اور وہ مجھے نصیحت کرتا اس طرح میں نے سینکڑوں طریقوں سے دنیا اور نفس سے چھکارا حاصل کرنے کی کوشش کی لوگ مجھے احمق دیکھ کر تصور کرتے جنگلوں اور بیابانوں میں نکل جاتا رہنہ جسم کا نمٹوں پر لوٹا شور فوغا کرتا۔ تمام بدن سے خون جاری ہو جاتا۔ لوگ مجھے شفا خانے میں لے جاتے مگر میری حالت اور بھی ابتر ہو جاتی۔ یہاں تک کہ مجھ میں اور مردہ میں کوئی تمیز نہ رہتی۔ لوگ کفن لے آتے اور غسل کو بلوا کر مجھے غسل دینے کے لئے تختہ پر ڈال دیتے مگر اسی وقت میری حالت درست ہو جاتی اور میں اٹھ کھڑا ہوتا۔ راہ طریقت میں نہ تو میں کسی سے خوفزدہ ہوا نہ میرا نفس مجھ پر غالب آسکا اور نہ مجھے دنیا کی زیب و زینت حیرت زدہ کر سکی۔

ایک خاص حالت

شیخ ابوالقاسم بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی سے سنا آپ نے فرمایا کہ ابتداء سیاحت میں مجھ پر بہت سے احوال طاری ہوتے تھے۔ میں ان میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا اور اکثر اوقات بے ہوشی کے عالم میں دوڑا کرتا تھا۔ جب وہ حالت مجھ سے اٹھ جاتی تو میں اپنے آپ کو ایک دور ویرانے میں پاتا۔ کبھی کبھی تو میری یہ کیفیت ہوتی کہ میں بغداد کے ویرانوں میں مقیم ہوتا لیکن وہاں سے اچانک مجھے لے جایا جاتا تو میں خود کو بلاد تترس میں پاتا جس کا فاصلہ بغداد سے بارہ یوم کا ہے۔ اور بسا اوقات جب میں اپنے احوال میں غرق ہوتا تو اچانک “ایک عورت (یعنی دنیا) آکر کہتی کہ مجھے اپنے احوال پر تعجب کیوں ہے؟ جبکہ تو عبدالقادر ہے۔

شیاطین سے جنگ

شیخ عثمان صیری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے سنا آپ نے فرمایا کہ جب میں بغداد چھوڑ کر شب و روز ویرانوں میں رہنے لگا تو شیاطین انسانی شکلوں میں صف در صف اسلحہ سے لیس ہو کر بھیانک صورتوں میں آکر مجھ سے جنگ کرتے مجھ پر آگ پھینکتے شعلے برساتے۔ لیکن میں اپنے دل میں وہ ہمت و استقلال اور شجاعت والو العزمی اور ثابت قدمی پاتا جو بیان سے باہر ہے۔ اور ہاتھ غیبی کو یہ کہتے سنتا کہ اے عبدالقادر! اٹھو میدان میں نکل کر ان کا مقابلہ کرو ہم تمہاری مدد کریں گے اور تم کو ثابت قدم رکھیں گے۔ اور جب میں مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا تو تمام شیاطین دائیں بائیں فرار ہو جاتے۔ لیکن ایک شیطان مجھے دھمکا کہتا کہ اس جگہ سے چلے جاؤ ورنہ میں تمہارا برا حال کر ڈالوں گا پھر میں جرات کر کے اس کے منہ پر

طمانچہ مارتا تو وہ اُلٹے پاؤں بھاگ جاتا پھر میں لاجول ولا قوۃ لا بالہ العلیٰ العظیم پڑھتا تو وہ جل کر خاکستر ہو جاتا اس کے بعد ایک بد صورت بھونڈی صورت والا شخص مجھ سے آکر کہتا کہ میں ابلیس ہوں مجھے اور میرے گروہ کو آپ نے عاجز کر دیا ہے۔ اب میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں اس کو میں یہ جواب دیتا کہ تو یہاں سے دور ہو جائے تجھ پر اطمینان نہیں ہے۔ پھر اوپر سے ایک ٹیپی ہاتھ ظاہر ہو کر اس کے سر پر ضرب لگاتا اور اس ضرب سے وہ زمین کے اندر غائب ہو جاتا اور پھر دوبارہ نمودار ہوتا تو اس کے ہاتھ میں بھڑکتے ہوئے شعلے ہوتے اور وہ مجھ سے جنگ کے لئے تیار ہوتا۔ لیکن اچانک ایک نقاب پوش گھڑ سوار آکر میرے ہاتھ میں تلوار دے دیتا اسے دیکھتے ہی شیطان اُلٹے پاؤں بھاگ جاتا میں اسے کہتا کہ میں تجھ سے خوفزدہ نہیں ہو سکتا تو شیطان مجھ سے کہتا کہ یہ شعلے تیرے لئے عذاب کے انگارے ہیں تیسری مرتبہ میں نے اس کو دیکھا اس وقت وہ مجھ سے دور کھڑا اور حسرت بھری سانس لے کر کہتا ہے عبد القادر! اب میں تجھ سے بالکل یابوس و ناامید ہو چکا ہوں۔ میں نے اسے کہا اے ملعون! دور ہو جائیں ہمیشہ تجھ سے ڈرتا ہوں۔ تیرے الفاظ بھی تیری شیطنت اور مکاری پر دلالت کرتے ہیں۔ پھر اس نے میرے ارد گرد بہت سے جال بچھا دیئے۔ میں نے کہا یہ کیا ہیں۔ اس نے کہا یہ دنیاوی وسوس کے وہ حال ہیں جن سے ہم تم جیسے لوگوں کا شکار کیا کرتے ہیں جب میں ایک سال انہی حالات پر غور و فکر کرتا رہا یہاں تک کہ وہ سب کے سب ختم ہو گئے

اس کے بعد میرے باطن کو کھول دیا گیا اور بہت سے علاقے مجھ پر ظاہر ہو گئے جو چاروں طرف سے مجھے گھیرے ہوتے تھے میں نے پوچھا یہ علاقے کیسے ہیں؟ جواب ملا یہ دنیاوی اسباب ہیں جو تم سے ملے ہوئے ہیں میں سال بھر ان کی طرف متوجہ رہا یہاں تک کہ یہ سب اسباب و علاقے مجھ سے بالکل منقطع ہو گئے جب مجھ پر میرے باطن کا انکشاف ہوا تو میں نے پہلے اپنے قلب کو بہت سے علاقے سے ملوث پایا میں نے دریافت کیا کہ یہ سب علاقے کیا ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ تمہارے ارادے اور اختیارات ہیں۔ پھر ایک سال تک میں ان کی طرف متوجہ رہا یہاں تک کہ وہ سب علاقے منقطع ہو گئے اور میرے قلب کو نجات مل گئی۔

اس کے بعد مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا میں نے دیکھا کہ ابھی اس میں کچھ امراض باقی ہیں اس کی خواہشات زندہ ہیں اس کا شیطان ابھی زندہ و سرکش ہے میں نے سال بھر اس کی طرف توجہ کی یہاں تک کہ نفس کے تمام امراض جڑ سے اکھڑ گئے اس کی خواہشات مردہ ہو گئیں اس کا شیطان مسلمان ہو گیا اور تمام امور اللہ کے لیے ہو گئے اور میں اپنی ہستی سے جدا ہو گیا لیکن پھر بھی میں اپنے مقصود کو نہ پہنچا۔

پھر میں توکل کے دروازے پر آیا تاکہ مقصد پورا ہو اور عقدہ حل ہو جائے لیکن کیا دیکھتا ہوں کہ توکل کے دروازے پر بہت بڑا نجوم ہے میں اس نجوم کو چیر کر نکل گیا۔ پھر میں شکر کے دروازے پر آیا یہاں بھی بڑا نجوم ملا میں اس کو بھی چیر کر اندر چلا گیا اس کے بعد غنا کے دروازے پر آیا یہاں بھی بہت بڑا نجوم ملا جسے میں چیر کر اندر چلا گیا پھر میں مشاہدہ کے دروازے پر آیا یہاں بھی نجوم کو پھاڑ کر اندر داخل ہو گیا۔

سب سے آخر میں مجھے فقر کے دروازے پر لایا گیا تو وہ خالی تھا میں اس میں داخل ہوا جب اندر آگیا تو دیکھا کہ جن جن چیزوں کو میں نے ترک کیا تھا وہ سب کی سب یہاں موجود ہیں یہاں مجھے ایک بہت بڑی روحانی خزانہ کی فتوحات ملیں یعنی میرے لئے گنج ہائے گراں بہا کھول دیئے گئے روحانی عزت و دائمی غنا اور خالص آزادی عطا کر دی گئی پچھلی تمام چیزیں میری ہستی اور میری صفات سب معدوم ہو گئیں۔ اور میری ہستی کی جگہ کسی اور نے لے لی۔ (یعنی حادث کی جگہ قدیم نے لے لی)

شیطان فریب نہ دے سکا حضور سرکار غوث پاک کے صاحبزادہ حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد شیخ عبد القادر جیلانی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں دوران سیاحت ایک لائق و دق صحراء کی طرف جا نکلا وہاں کوئی آب و گیاہ کا نام و نشان نہ تھا مجھے کئی روز تک پانی نہ ملا جس سے پیاس کا بے حد غلبہ ہوا۔ اچانک میرے اوپر ایک بادل چھا گیا اور اس سے کچھ بوندیں مجھ پر پڑیں جب میں سیراب ہو گیا تو میں نے ایک نور دیکھا جس سے آسمان کا کنارہ روشن ہو گیا اس سے ایک شکل نمودار ہوئی اس نے مجھے یوں پکارا اے عبد القادر! میں تیرا رب ہوں اور میں تیرے اوپر وہ تمام حرام چیزیں حلال کرتا ہوں جو کسی کے اوپر حلال نہیں کی گئیں یہ سنتے ہی میں نے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ کر اسے دھتکارا تو اس کی روشنی ختم ہو گئی اور اس نے دھوئیں کی شکل اختیار کر لی اور کہا اے عبد القادر! تم نے بحکم الہی اپنے علم سے میرے مکر سے نجات پائی ورنہ میں اپنے اس مکر سے ستر اہل طریقت کو گمراہ کر چکا ہوں میں نے کہا نہیں یہ سب میرے رب تعالیٰ کا فضل ہے جس نے مجھے تیرے مکر سے محفوظ رکھا، لوگوں نے غوث پاک ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا ابلیس کے اس قول سے کہ میں نے تیرے لئے حرام چیزوں کو حلال کر دی ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کبھی بری چیزوں کا حکم نہیں دیتا (یعنی جو چیز شریعت محمدیہ میں حرام قرار دی گئی ہے وہ حلال کیسے ہو سکتی ہے) یہ تھی سرکار غوث الاعظم دسگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ولایت

لہذا امت مسلمہ کو اس سے یہ درس ملتا ہے کہ مختلف ریاضتوں اور مجاہدات کے باوجود شرعی احکام کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے، ہمیں چاہیے کہ سیرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو اپنے لئے نمونہ عمل بنائیں اور خداوند جل و علا ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

ماخوذ از: تعلیمات غوث اعظم، سیرت غوث الاعظم

مضمون نگار۔ نور مجسم

درجہ۔ اولیٰ

خاندانی شرافت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تعلق عرب کے معزز خاندان قریش کی ایک شاخ بنو ہاشم سے تھا، پورا عرب آپ کی نسی شرافت کا اعتراف کرتا تھا، خانہ کعبہ کی خدمت اور اس کا انتظام بنو ہاشم کے ذمہ تھا، اس کے لیے پورے عرب میں بنو ہاشم کی مذہبی سرداری تسلیم کی گئی۔ سیاسی اعتبار سے بھی یہ خاندان بلند اور ممتاز تھا۔ حضرت علی کے والد ابو طالب بن عبد المطلب مکہ کے ذی اثر اور ممتاز سرداروں میں سے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کے زیر سایہ پرورش پائی، اعلان نبوت کے بعد جب پورا عرب رسول گرامی و قار صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف اور دشمن ہو گیا تھا، ان نازک حالات میں ابو طالب نے آپ کا ہر خطرناک موڑ پر ساتھ دیا اور دشمنوں کے شر سے بچانے میں کوشاں رہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کی والدہ فاطمہ بنت اسد نے رسول گرامی کی تربیت میں بڑی دلچسپی لی، وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اولاد پر ترجیح دیتی تھیں حقیقی ماں کی طرح سلوک کرتیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں لیکن ابو طالب (مذہب جمہور کے مطابق ایمان نہ لائے)

ولادت اور پرورش: آپ بعثت نبوی سے دس سال پہلے پیدا ہوئے، کچھ دنوں والدین کے زیر سایہ پرورش پائی، بعد میں مستقل طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں آ گئے، واقعہ یوں ہے کہ قحط سالی کی وجہ سے قریش پریشان حال تھے، ابو طالب بھی بڑھاپے اور اولاد کی کثرت کی وجہ سے سخت معاشی دشواریوں سے دوچار ہوئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا عباس سے مشورہ کیا کہ اس پریشانی حالی میں ہمیں چچا ابو طالب کا ہاتھ بٹانا چاہیے، چنانچہ حضرت عباس نے جعفر کی کفالت قبول کر لی اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنی آغوش پرورش میں لیا۔ حضرت علی نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو آغوش نبی میں پایا۔

قبول اسلام

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چون کہ آغوش نبوی میں تربیت پائی تھی، اس لیے شروع ہی سے اسلامی رنگ میں رنگے رہے، چنانچہ ایک روز انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین خدیجہ الکبریٰ کو عبادت میں مصروف دیکھا تو دریافت کیا کہ آپ دونوں حضرات یہ کیا کر رہے تھے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا دین ہے اور لات و عزیٰ سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہوں۔ حضرت علی نے تعجب سے کہا کہ اس سے پہلے میں نے ایسی کوئی بات نہیں سنی، میں اس کا تذکرہ والد گرامی (ابو طالب) سے کرتا ہوں، رسول گرامی و قار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں کچھ تامل ہے تو اپنے طور پر غور و فکر کر لو کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا، رسول کریم کی تربیت نے فطرت کو سنوار دیا تھا، ایک رات توقف کے بعد بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا، جس وقت آپ ایمان لائے آپ کی عمر دس سال یا نو سال یا اس سے کچھ کم تھی آپ نے بچپن میں بھی کبھی بت کی پوجا نہیں کی۔

ہجرت

حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ پہلے مرد ہیں جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور اس چیز کی تصدیق کی جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کے پاس آئی۔ اسلام کی ترقی دیکھ کر کفار مکہ نے طرح طرح کی بندش لگانی شروع کی لیکن اسلام ترقی کرتا گیا، آخر میں یہ فیصلہ کیا کہ محمد عربی ہی کو قتل کر دیا جائے تو راستہ بالکل صاف ہو جائے گا۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے منتخب نوجوانوں کی ایک جماعت رات کی تاریکی میں کاشانہ رسول پر پہنچ گئی، ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حضرت جبرئیل کے ذریعہ یہ خبر دی کہ اے محبوب! آج رات آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نشانہ اقدس سے نکلے دشمنوں کی طرف ایک مٹھی خاک پھینکی جس کی وجہ سے ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا اور آپ انہیں کے درمیان سے نکلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور مدین کی طرف روانہ ہوئے، ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میری سبز حضری چادر اوڑھ کر سو رہو، تمہیں کفار کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے، اور میرے چلے جانے کے بعد تم قریش کی یہ تمام امانتیں ان کے سپرد کر کے مدینہ چلے آنا۔ صبح ہوئی تو دیکھا کہ بستر رسول پر حضرت علی آرام فرما رہے ہیں، کفار نے انہیں پکڑ لیا اور خانہ کعبہ لائے پھر چھوڑ دیا اور انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچائی، حضرت علی تین دن مکہ میں رہے، قریش کی امانتیں ان کے حوالے کر کے مدینہ کی طرف ہجرت فرما گئے اور ایک صحابی کے گھرانے کے مہمان ہوئے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے موجود تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچنے کے بعد انصار اور مہاجرین کے درمیان رشتہ موخات (بھائی چارہ کا رشتہ قائم کیا) تو انصار کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا۔ (جاری ہے)

کتاب: سیرت خلفائے راشدین و شان مولیٰ علی رضی اللہ عنہ

مضمون نگار: فرمان رضا قادری

سفر نار اور ابلیس لعین

ابلیس کو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بہت عرصہ پہلے ایسی آگ سے پیدا کیا گیا جس میں دھواں نہیں ہو تا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(والجان خلقہ من قبل من نار السموم) ترجمہ: اور ہم نے اس سے پہلے جن کو بغیر دھوئیں والی آگ سے پیدا کیا۔
دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: (وخلق الجان من مارج من نار)

ترجمہ: اور اس نے جن کو بغیر دھوئیں والی آگ کے خالص شعلہ سے پیدا کیا، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”الجان سے ابلیس مراد ہے۔ لفظ ”الجان“ سے متعلق مفسرین کے مزید اقوال بھی ہیں۔

ابلیس نام کا سبب

پہلے سریانی زبان میں اس کا نام عزازیل اور عربی زبان میں حارث تھا، جب اس نے حکم الہی سے انکار کیا تو اس کا نام ”ابلیس“ ہوا جس کا معنی ہے بھلائی سے دور ہونا اور رحمت الہی سے ناامید ہونا، اس کا ایک نام ”شیطان“ بھی ہے جس کا معنی ہے حق سے دور ہونے والا ہلاک ہونے والا اور جل جانے والا۔

مردودیت سے پہلے ابلیس کی عبادت اور مقام و مرتبہ

”حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”ابلیس لعین چالیس ہزار (40,000) سال تک جنت کا خازن رہا اور اسی ہزار (80,000) سال تک فرشتوں کے ساتھ رہا
بیس ہزار (20,000) سال تک اس نے فرشتوں کو وعظ کیا

تیس ہزار (30,000) سال تک کردین فرشتوں اور ایک ہزار (1000) سال تک روحانیین فرشتوں کا سردار رہا اور چودہ ہزار (14,000) سال تک عرش کے گرد طواف کرتا رہا آسمان دنیا میں اس کا نام عابد، دوسرے آسمان میں زاہد، تیسرے آسمان میں عارف، چوتھے آسمان میں ولی پانچویں آسمان میں متقی، چھٹے آسمان میں خازن، ساتویں آسمان میں عزازیل لکھا تھا اور لوح محفوظ میں اس کا نام ابلیس لکھا تھا اور یہ اپنے انجام سے غافل تھا۔

ابلیس کی اولاد

قرآن کریم میں ابلیس کی ذریت کا ذکر ہوا ہے۔ بعض مفسرین کا یہ کہنا ہے کہ اس سے مراد ابلیس کی بیروی کرنے والے ہیں اور بعض کے نزدیک اس سے مراد ابلیس کی اولاد ہے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابلیس نکاح کرتا ہے اور اس کی ویسے ہی نسل چلتی ہے جیسی انسانوں کی نسل چلتی ہے۔

بعض شیطانوں کے خصوصی نام

احادیث میں بعض شیطانوں کے خصوصی نام بھی بیان ہوئے ہیں یہاں ان میں سے چند نام ملاحظہ ہوں

”جیسے وضو کے دوران وسوسے ڈالنے والے شیطان کا نام ”ولہان“ ہے۔ (1)

تلاوت قرآن کے دوران وسوسے ڈالنے والے شیطان کو ”خزب“ کہا جاتا ہے۔ (2)

نیند کی حالت میں خیالات ڈالنے والے شیطان کا نام ”لہو“ ہے۔ (3)

ان کے علاوہ روایات اور اقوال علماء میں بعض شیطانوں کے نام اجدرع، اشہب، حباب، داسم، شبر، وسواس خناس وغیرہ بھی مذکور ہیں۔

ابلیس کسی کو زبردستی گمراہ نہیں کر سکتا

ابلیس کسی کو گناہ اور کفر و گمراہی پر مجبور بھی نہیں کر سکتا بلکہ صرف اس کے دل میں وسوسہ ڈال کر اسے بہکانے کی کوشش کر سکتا ہے اور جو لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں وہ اپنے اختیار سے ہی کرتے ہیں۔ اس وجہ سے ایک آیت میں وضاحت ہے کہ قیامت کے دن ابلیس کہے گا

(ماکان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی)

ترجمہ: مجھے تم پر کوئی زبردستی نہیں تھی مگر یہی کہ میں نے تمہیں بلایا تو تم نے میری مان لی۔

نیز جو خود ہی اس کی طرف مائل ہوتا اور اسے اپنا دوست بناتا ہے وہی اس کے وسوسوں کا اثر قبول کرتا ہے، جیسا کہ

کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا**

"و علی رہبم یتوکلون إنما سلطٰنہ علی الذین یتولونہ والذین ہم بہ مشرکون"

ترجمہ: بیشک اسے اُن لوگوں پر کوئی قابو نہیں جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کا قابو تو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور وہ جو اس کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

لہذا اس فریبی سے ہر مسلمان کو ہر وقت ہوشیار رہنے اور اس کے بہکاوے میں آنے سے بچنے کی سخت ضرورت ہے۔

جہنم کو ابلیس اور اس کے پیروکاروں سے بھر دیا جائے گا۔

شیطان اور اس کے پیروکار خواہ وہ انسان ہو یا جنات سبھی جہنم میں جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے جہنم کو بھر دے گا۔ م، حدیث پاک میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہنم اور جنت میں مباحثہ ہوا تو جہنم نے کہا: مجھ میں جبار اور متکبر لوگ داخل ہوں گے جنت نے کہا: مجھ میں کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ نے جہنم سے فرمایا تم میرا عذاب ہو، میں جس کو چاہوں گا تمہارے ذریعے عذاب دوں گا۔ جنت سے فرمایا تم میری رحمت ہو، میں تمہارے ذریعے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا اور تم میں سے ہر ایک کو پر ہونا ہے۔

یاد رہے کہ کفار ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور جو گناہ گار مومن دوزخ میں جائیں گے وہ عارضی طور پر وہاں رہیں گے

اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے ڈرو

ابلیس اس قدر عبادت گزار اور اتنے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر کا شکار ہوا اور خدائے رحمن کی نافرمانی اور اس کے مقرب بندے حضرت آدم علیہ السلام کی بے ادبی میں مبتلا ہو کر اپنی عبادت و ریاضت کا ثواب بھی ضائع کر بیٹھا، مقام و منصب سے بھی محروم ہوا اور ہمیشہ کے لیے عذاب جہنم کا حقدار ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَالْحَفِیْظُ**، منقول ہے کہ ابلیس کا یہ انجام دیکھ کر حضرت جبریل اور میکائیل علیہما السلام رونے لگے تو رب تعالیٰ نے (سب کچھ جاننے کے باوجود) دریافت فرمایا: تم کیوں روتے ہو؟ دونوں نے عرض کی: اے ہمارے رب! ہم تیری خفیہ تدبیر سے ڈرتے ہیں، ارشاد فرمایا: تم اسی حالت پر رہنا (یعنی کبھی اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہونا) (1) اسی طرح ایک روایت میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ کعبہ مشرفہ کے پردے سے لپٹے نہات گریہ و زاری کے ساتھ بارگاہ الہی میں یہ دعا کر رہے ہیں: **اللّٰہی لا تغیر اٰسِی و لا تبدل جِسمی اے اللہ! کہیں میرا نام نیکیوں کی فہرست سے نہ نکال دینا اور کہیں میرا جسم اہل عطا کے زمرہ سے نکال کر اہل عتاب کے گروہ میں شامل نہ فرما دینا۔** جب گناہوں سے معصوم اور بارگاہ الہی کے مقرب ترین فرشتے اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے اس قدر ڈرتے ہیں تو گناہوں میں لتھڑے ہوئے مسلمان کو تو کہیں زیادہ ڈرنا اور اپنے انجام کے بارے میں فکر مند ہونا چاہئے۔

مضمون نگار۔ محمد امن قادری

درجہ۔ اعدادیہ

مراجع و مآخذ۔ سیرت الانبیاء

دور جدید میں ذرائع ابلاغ و ترسیل کے بدلتے پیمانے

قدیم زمانے میں بلکہ ماضی قریب تک لوگوں کے باہمی روابط و تعلقات خطوط و تار جیسے وسائل کے ذریعے ہی پائے تکمیل کو پہنچتے تھے اور آج کے دور میں تمام تر خبر رسانی انٹرنیٹ کے ذریعے ہوتی ہے انٹرنیٹ تمام دنیا کے تمام مابائل اور کمپیوٹروں کو ایک ہی نیٹ ورک سے جوڑنے کا کام کرتا ہے۔ آج کے دور میں یہی اصل نیٹ ورک ہے جس کے اندر معلومات کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔

انٹرنیٹ کی شروعات

سے ہوئی تھی۔ ابتدا میں اس کا استعمال تجربے گا (ARPANET (Advance Research Project Agency) گورنمنٹ کے اپنے 1680 کے پروجیکٹ US انٹرنیٹ کا آغاز رکھا گیا اور NSFNET نے ایک نیٹ ورک کی شروعات کرائی جس کا نام (Science Foundation of Us) Nation ہوں اور فوج کے کاموں کے لیے ہوا تھا 1980 کی دہائی میں اس کا مقصد امریکہ میں سوپر کمپیوٹر کو فروغ دینا تھا۔ اس سے تمام دنیا میں پھیلے پیٹرک اور کمپیوٹر کی معلومات کو ہے ایک جیسے پروٹوکولز سے منضبط کر دیا گیا جس کو انٹرنیٹ کے نام سے جانا جاتا ہے، 1993 میں پہلی بار انٹرنیٹ کا استعمال عوام الناس کے لیے کیا جانے لگا۔

انٹرنیٹ کے موجدین

انٹرنیٹ کا موجد نہ کوئی ایک انسان ہے نہ کوئی ایک کمپنی اور نہ ہی کوئی ایک حکومت۔ اور نہ ہی اس کا کنٹرول کسی ایک انسان کمپنی یا حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ انٹرنیٹ مجموعی طور پر بہت ساری تنظیموں کی دیکھ ریکھ میں ہے یہ تمام کی تمام تنظیمیں اپنا اپنا کام بخوبی سنبھالتی ہیں۔

انٹرنیٹ سے پوری ہونے والی ضرورتیں

انٹرنیٹ بہت سارے نیٹ ورک کا موجود ہے اور اس میں ایک بہت بڑی تعداد میں ڈانائیں موجود ہے اس کے علاوہ یہ لوگوں کی بہت ساری ضرورتوں کو بھی پورا کرتی ہے۔

انٹرنیٹ کا استعمال

انٹرنیٹ کے ذریعے آج کل بہت سے ایسے کام کیے جا رہے ہیں جن کا پہلے تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس کے ذریعے ہر قسم کی معلومات کسی بھی ملک کے بارے میں حاصل کی جاسکتی ہیں۔ جس سے ہمیں اس ملک کی ثقافت اور سیاسی و سماجی حالات سے آگاہی ہوتی ہے۔ اب بہت سے صنعتی ادارے بھی اپنی مصنوعات کے اشتہار کے لیے اسے استعمال کرنے لگے ہیں۔ اور بہت سی اشیا انٹرنیٹ پر فروخت کے لیے بھی پیش کی جا رہی ہیں اور آن لائن شاپنگ کا تصور بھی انٹرنیٹ کی بدولت سامنے آیا ہے۔ جس کی بدولت اب گھر بیٹھے ہر قسم کی چیز کرڈٹ کارڈ استعمال کر کے خرید سکتے ہیں اور کچھ اضافی رقم خرچ کرنے پر وہ چیزیں ہمیں گھر پر ہی دست یاب ہو جاتیں۔ جس سے ہمیں بازار جانے اور وہاں سے لانے کی کوفت سے نجات مل جاتی ہے۔

جس طرح سے دنیا میں فاصلاتی نظام تعلیم کو عروج حاصل ہوا تھا اور بے شمار لوگ اس سے مستفید ہوئے تھے۔ بالکل اسی طرح آج کل دنیا کی بہت سی یونیورسٹیاں بھی آن لائن تعلیم دے رہی ہیں، جس کی بدولت علم کے پیاسے لہنی پیاس بجھا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ غیر ممالک میں پڑھنے کے خواہش مند طلبہ بھی اس کی بدولت وہاں کی یونیورسٹیوں میں داخلے کی درخواست دے کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے افراد جو کسی بھی میدان میں تجربہ رکھتے ہوں مگر ان کے پاس کسی قسم کی کوئی بھی سرٹیفکیٹ نہ ہو تو وہ بھی انٹرنیٹ پر موجود ویب سائنس پر آن لائن ٹیسٹ دے کر سرٹیفکیٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اپنے لیے حصول روزگار کو ممکن بنا سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ پر بہت سی ویب سائنس ایسی بھی ہیں جن کی بدولت ہر شخص اپنی من پسند نوکری حاصل کر سکتا ہے، اس کے لیے صرف ان ویب سائنس پر جا کر آن لائن اپلائی کرنا ہوتا ہے اور بعد میں ان کو انٹرویو کے لیے بلا لیا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل تک شاید کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو گا کہ ہمیں انٹرنیٹ پر اخبارات بھی پڑھنے کو ملیں گے۔ اب دنیا کے بہت سے اخبارات کے آن لائن

ایڈیشن بھی شائع ہو رہے ہیں انٹرنیٹ اپنے خیالات دوسروں تک پہنچانے کا سب سے بہترین ذریعہ ہے۔ اسی وجہ سے بہت سے لوگ اسے استعمال کر رہے ہیں اور اپنے مخصوص مقاصد کے حصول کی خاطر مختلف قسم کی ویب سائٹوں کے ذریعے لوگوں کو اپنے عقائد و نظریات کی طرف مائل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں انٹرنیٹ پر باطل فرقتے بھی اسلام کی آڑ میں اپنے غلط عقائد کی تبلیغ کر رہے ہیں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کرنے کا باعث بن رہے ہیں، یہ سب اسی انٹرنیٹ کی کارستانی ہے۔ اس سے قبل یہ لوگ چھپ چھپا کر اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے اور اب اس ذریعے سے کھل کر سامنے آگئے ہیں۔

انٹرنیٹ کا غلط استعمال

بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کا استعمال ان کو برابنا تہا ہے جیسے کورا کاغذ بذات خود کچھ نہیں ہوتا تو اس پر لکھی گئی تحریر اس کی پہچان بنتی ہے۔ یہی بات ہم موبائل فون کے بارے میں بھی کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح کسی چیز کا غلط استعمال اس کو برابنا تہا ہے بذات خود وہ چیز بری نہیں ہوتی ہے۔ بالکل یہی بات انٹرنیٹ کے بارے میں کہی جاسکتی ہے کہ اس کو کیسے اور کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ آج ہم کمپیوٹر کے دور سے گزر رہے ہیں تقریباً ہر گھر میں کمپیوٹر صرف بچوں نہیں بلکہ بڑوں کا بھی زیادہ تر وقت کمپیوٹر کے ساتھ گزرتا ہے اور والدین کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ ان کے بچے کیا کیا چیزیں دیکھ رہے ہیں حال ہی میں کیے جانے والے ایک سروے سے یہ انکشاف ہوا کہ زیادہ تر والدین کو انٹرنیٹ کے استعمال سے بچوں پر پڑنے والے مضر اثرات کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ جو کہ والدین کے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے اس سلسلے میں والدین کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی نگرانی کریں اور انہیں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے مثبت استعمال کی جانب راغب کریں۔ بچے امت مسلمہ کا مستقبل ہیں اور آپ کے پاس امانت ہیں لہذا والدین مناسب وقت نکالیں اور صحیح وقت پر ان کی درست رہنمائی کر کے اپنے فریضے سے عہدہ برآ ہوں۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو پھر بچوں کے غلط راہ پر چلنے اور برے کاموں میں ملوث ہونے کے ذمہ دار آپ ہی ہوں گے، یہ والدین کی اخلاقی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ خاص طور پر چھوٹے بچوں کو بلا ضرورت انٹرنیٹ استعمال نہ کرنے دیں بلکہ دوسری تعمیری سرگرمیوں میں ان کو مصروف رکھیں۔

(ماخوذ از قواعدِ املا و انشاء)

اور اب بات کرتے ہیں ان جرائم کی جو انٹرنیٹ کی وجہ سے ہو رہے ہیں اگرچہ جرائم پہلے بھی ہوتے تھے لیکن اب وہ انٹرنیٹ کی بدولت زیادہ منظم طریقے سے ہو رہے ہیں۔ اور ان جرائم نے پوری دنیا کو متاثر کیا ہے کیونکہ انٹرنیٹ کے ذریعے اب دوسروں کے کریڈٹ کارڈ چرا کر آن لائن شاپنگ کی جاتی ہے۔ بینکوں کو لوٹ لیا جاتا ہے اور لوگوں کی رقمیں بینکوں سے نکال لی جاتی ہیں جس سے ایک نئی اصطلاح سامنے آئی ہے اور وہ ہے سائبر کرائم۔ آج سے چند سال پہلے شاید لوگوں کو اس بات کا اندازہ بھی نہیں رہا ہو گا کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ جب جرائم اسمین بھی ہوا کریں گے۔ اور یہ سب انٹرنیٹ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

ایسی صورت حال میں ہمیں انٹرنیٹ کے مثبت و منفی اثرات پر گہری نظر رکھنی چاہیے تاکہ اسکے مضر اثرات سے خود کو اور دوسروں کو بچا سکیں

ماخذ و مراجع

کتاب:- انٹرنیٹ ٹیکنالوجی، قواعد املا و انشاء

محمد فہد کمال قادری پاشا

درجہ - اعدادیہ

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی مقام

اللہ رب العزت کے کسی بھی ولی کا جب تذکرہ ہوتا ہے تو ہمارے ذہن میں کشف و کرامت کا تصور آتا ہے لیکن کسی بھی ولی اللہ کے مقام ولایت پر سرفراز ہونے کا اور صاحب کرامت بننے کا بنیادی سبب شریعت مطہرہ کے احکامات پر استقامت کرنا ہوتا ہے علوم شریعت پر عمل کئے بغیر باگہ خدا میں قرب پالینے کا خیال محض پاگل پن ہے اللہ رب العزت نے اپنے اولیاء کا ذکر فرماتے ہوئے انکی دو بنیادی شرائط اور علامات بیان فرمائیں ہیں۔

متقی یعنی پرہیزگار ہونا، ایمان والا ہونا

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے

الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ (پارہ 11 سورہ یونس آیت 63 ترجمہ کنز الایمان) وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ علم شریعت کو حاصل کئے بغیر اور اس پر عمل کئے بغیر کوئی بھی اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا اور جس نے بظاہر علم شریعت حاصل نہیں کیا ہو تا تو اگر اللہ تعالیٰ اسے اپنا ولی بنانا چاہتا ہے تو اسے علم لدنی عطا فرمادیتا ہے، اور کبھی کبھی فضل الہی یوں بھی ہوتا ہے کہ علم لدنی ظاہری کتابی شکل میں نہ عطا فرما کر علوم شریعت کو اپنے ولی کی طبیعت و عادت میں منتقل فرمادیتا ہے جس سے انکا اٹھنا بیٹھنا اور حرکات و سکنات شریعت کے موافق صادر ہوتے ہیں باقی دیگر ضروری علوم کسب کرنے پر عطا کر دیئے جاتے ہیں۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (وما اتخذ اللہ ولیاً جاحلاً) کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی جاہل کو اپنا ولی نہیں بنایا یعنی بنانا چاہتا تو اسے علم دے دیا اسکے بعد ولی کیا (فتاویٰ رضویہ جلد 21 ص 553) اگر بندے کے پاس علم دین نہ ہو تو شیطان عبادات و مجاہدات کے نام پر اسے اپنا کھلوٹا بنائے رکھتا ہے

اولیاء اکرام فرماتے ہیں "صوفی بے علم مسخرہ شیطان است" یعنی بے علم صوفی شیطان کا مسخرہ ہے (فتاویٰ رضویہ جلد 24 ص 132)

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ صوفی کیلئے علوم شریعت سے واقف ہونا ضروری ہے تو پھر کیا عالم ہو گا اس ہستی کے پایہ علم کا جو ولایت کے بادشاہ ہیں جی ہاں ولی الاولیاء امام الاصفیاء قطب الاقطاب غوث الاغوث تاج الاولیاء و تاج الابدال غوث اعظم ابو محمد سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جس طرح آسمان طریقت کے روشن آفتاب ہیں اسی طرح چرخ شریعت کے چمکتے دسکتے مہتاب بھی ہیں 18 سال کی عمر شریف میں سرکار غوث اعظم علیہ الرحمہ تحصیل علم کے لئے بغداد تشریف لے گئے تو بغداد جاتے ہوئے وہی واقعہ پیش آیا جو کہ بہت مشہور ہے (ذکوٰۃ والا واقعہ) حضرت علامہ عارف باللہ نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف الشطنونی علیہ الرحمہ اپنی تصنیف لطیف بحجۃ الاسرار فی معدن الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب سرکار غوث اعظم علیہ الرحمہ نے اپنا قدم سرزمین بغداد پر رکھا تو رحمت کی بدلیاں چھا گئیں باران رحمت کے بادل ٹار ہونے لگے جس سے اس سرزمین پر رشد و ہدایت کی روشنی میں دو گنا اضافہ ہو گیا اور گھر گھر اجالا ہو گیا

آپ نے علم دین کے حصول کے لئے بہت جدوجہد کی اور دور و نزدیک کے علماء کرام مشائخ عظام فقہاء عظام سے علم بہت محنت سے حاصل کیا آپ اپنے اساتذہ کرام سے درس لے کر جنگلات میں نکل جایا کرتے تھے اور سفر و حضر میں اپنے مطالعے کو جاری رکھتے جب آپ کو شدت کی بھوک لگتی تو سبزیاں وغیرہ کھاتے اور کبھی کبھی وہ بھی میسر نہیں ہوتی تو اللہ کا شکر بجالاتے

سرکار غوث پاک علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام قطبیت کبریٰ کا منصب عطا فرمایا اسکی ایک وجہ آپ علیہ الرحمہ نے خود بیان فرمائی وہ وجہ علم دین حاصل کرنا ہے چنانچہ قصیدہ غوثیہ کے ایک شعر میں اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے

آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

درست العلم حتی سرٹ قطباً

"وثلث السعد من مولی الموالی"

یعنی میں علم ظاہر و باطن کو حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ میں قطب بن گیا، اور میں نے مخلص دوستوں کے مولیٰ سے سعادت و نیک بختی حاصل کر لی،

جب آپ علیہ الرحمہ منصب قطبیت پر فائز ہوئے اور آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا تو آپ علیہ الرحمہ اپنے مدرسہ میں علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، اور علم کلام

پڑھایا کرتے تھے دوپہر سے پہلے اور بعد دوپہر کے اوقات میں تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، اصول، اور نحو پڑھایا کرتے تھے اور ظہر بعد قرأتوں کے ساتھ قرآن پاک پڑھایا کرتے تھے،

ابو محمد الخشاب نحوی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ میں عین عالم شباب میں علمِ نحو پڑھتا تھا اس وقت لوگوں سے آپ کی تعریف سنی تھی کہ آپ نہایت فصاحت و بلاغت سے کلام فرماتے ہیں اس لئے آپ کے وعظ سننے کا شائق تھا مگر مصروفیت کی وجہ سے حاضر نہیں ہوا چنانچہ لوگوں کے ساتھ آپ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ نے میری طرف نظر فرما کر ارشاد فرمایا تم ہمارے پاس رہ جاؤ تو ہم تمہیں زمانے کا سیبویہ بنادیں گے (یہ سیبویہ اپنے وقت کے امام النحو تھے)

اس پر میں نے رضامندی کا اظہار کیا اور اسی وقت سے آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر رہنا شروع کر دیا اور عرصہٴ قلیل میں ہی آپ کی بارگاہِ عالیہ سے وہ کچھ حاصل ہوا جو کہ اس عمر تک حاصل نہ کر سکا تھا مسائلِ نحویہ و علومِ عقلیہ و نقلیہ جو کہ مجھے اب تک معلوم نہ ہوئے تھے اچھی طرح سے ذہن نشیں ہو گئے

جب سیدنا سرکارِ غوثِ پاک علیہ الرحمہ کے علوم و فنون کا ذکر ہر جگہ پہنچنے لگا تو سوفتہاء آپ کی بارگاہ میں بغرض امتحان پیچیدہ مسائل لے کر حاضر ہوئے تو آپ علیہ الرحمہ نے ایک نظر اٹھائی اور انکا سارا علم سلب کر لیا وہ فقہاء مضطرب ہو گئے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اپنی پکڑیاں پھینک دیں پھر آپ علیہ الرحمہ نے انکے سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے جس پر تمام فقہاء نے آپ کے تجرِ علمی کا اعتراف کیا۔

سرکارِ غوثِ الاعظم علیہ الرحمہ نے جو کہ مادرِ زاد اللہ کے ولی تھے باوجود اس کے خصوصاً تحصیلِ علم کے لئے سفر کیا اور دورانِ حصولِ علم بہت ساری مشقتوں کے روبرو ہوئے،

ان مذکورہ احوال و واقعات سے علم کی اہمیت و افادیت کا بخوبی اندازہ لگانا چاہیے کہ آپ علیہ الرحمہ خود فرماتے ہیں کہ میں علم دین حاصل کرتے کرتے قطب بن گیا اور مزید آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے صرف ضروری ہی نہیں بلکہ روحانی بیماریوں کے لئے شفاءِ کلی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم سب کو علم دین حاصل کرنے کی توفیق و رغبت عنایت فرمائے۔ امین بجاہ النبی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

مضمون نگار۔ غلام حسین قادری مکی

درجہ۔ فضیلت سال اول

ماخوذ از کتب۔ سیرتِ غوثِ اعظم علیہ الرحمہ۔ بیچتہ الاسرار فی معدن الانوار۔

مختصر سیرت رسول اکرم ﷺ

سید الانبیاء احمد مجتبیٰ حبیب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ وہ ہستی ہیں جن کی سیرت اور اوصاف کا بیان چند صفحات میں ممکن نہیں بلکہ اس کے لیے ہزاروں صفحات بھی ناکافی ہیں، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے

پر تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

آخری نبی ﷺ کے والد ماجد کا نام عبد اللہ اور والدہ ماجدہ کا نام آمنہ ہے والد کی طرف سے نسب یوں ہے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان والدہ کی طرف سے نسب یوں ہے محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن، یہاں باتیں قابل ذکر ہیں

حضور ﷺ کے والدین کا نسب نامہ ”کلاب بن مرہ پر مل جاتا ہے اس کے بعد ناموں میں بہت اختلاف ہے، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب بھی اپنا نسب نامہ بیان فرماتے تو ”عدنان“ تک ہی ذکر فرماتے تھے، البتہ اس پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ ”عدنان“ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، اور حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ارجمند ہیں

خاندانی شرافت

حضور اکرم ﷺ کا خاندان اور نسب، عظمت و شرافت میں دنیا کے تمام خاندانوں سے اشرف و اعلیٰ ہے اور یہ وہ حقیقت ہے جس کا آپ ﷺ کے بدترین دشمن بھی انکار نہ کر سکے چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے جب وہ کفر کی حالت میں تھے، بادشاہ روم ہرقل کے بھرے دربار میں اس حقیقت کا اقرار کیا کہ ”ہو فینا ذو نسب“ یعنی نبی اکرم ﷺ ہم میں سے اعلیٰ ترین خاندان والے ہیں۔

برکات نبوت کا ظہور

جب آفتاب رسالت کے طلوع کا زمانہ قریب آگیا تو اطراف عالم میں بہت سے عجیب و غریب واقعات کا ظہور ہوا، چنانچہ اصحاب فیل کی ہلاکت کا واقعہ، ناگہاں بارانِ رحمت سے سرزمینِ عرب کا سرسبز و شاداب ہو جانا، اور برسوں کی خشک سالی دور ہو کر پورے ملک میں خوش حالی کا دور دورہ ہو جانا، بتوں کا منہ کے بل گر پڑنا، فارس کے مجوسیوں کی ایک ہزار سال سے جلائی ہوئی آگ کا ایک لمحہ میں بجھ جانا، شام اور کوفہ کے درمیان وادی ”سماوہ“ کی خشک ندی کا اچانک جاری ہو جانا، حضور ﷺ کی والدہ کے جسم اطہر سے ایک ایسے نور کا نکلنا جس سے یصری کے محل روشن ہو گئے یہ سب واقعات اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں جو حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے ہی بشارت بن کر عالم کائنات کو سرور و جہاں کی آمد کی خوشخبری دینے لگے۔

ولادت باسعادت

آپ ﷺ کی تاریخ ولادت سے متعلق مختلف اقوال ہیں، ان میں سے مشہور قول یہی ہے کہ اصحاب فیل کے واقعہ سے 55 دن بعد 12 ربیع الاول مطابق 20 اپریل 571ء کو آپ ﷺ پاکیزہ بدن، ناف بریدہ، ختنہ کئے ہوئے اور خوشبو میں بے ہوئے، مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین پر اپنے والد ماجد کے مکان عایشان میں جلوہ گر ہوئے اور پیدا ہوئے ہی سجدہ فرمایا۔ آپ ﷺ کے چچا ابولہب کی لونڈی ثویبہ خوشی میں دوڑتی ہوئی گئی اور ابولہب کو بھیجا پیدا ہونے کی خوشخبری دی تو اس نے اس خوشی میں شہادت کی انگلی کے اشارہ سے ثویبہ کو آزاد کر دیا جس کا ثمرہ ابولہب کو یہ ملا کہ اس کی موت کے بعد اس کے گھر والوں نے اسے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا، تو اس نے اپنی انگلی اٹھا کر کہا: تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد مجھے کچھ نہیں ملا سوائے اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے اس انگلی کے ذریعہ کچھ پانی پلا دیا جاتا ہوں۔ حضور اقدس ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے پر ابولہب جیسا زلی بد بخت اور بدترین کافر بھی اچھا صلہ ملنے سے محروم نہ رہا تو اس مسلمان کا کیا حال ہو گا جو آپ ﷺ کی محبت سے سرشار ہو کر شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے ولادت مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منائے اور اپنا مال خرچ کرے گا۔

نام مبارک

جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی اس وقت آپ کے دادا حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ طواف کعبہ میں مشغول تھے۔ خوشخبری سن کر آپ خوشی خوشی حرم کعبہ سے اپنے گھر آئے

دودھ پینے کا زمانہ:-

سب سے پہلے حضور ﷺ نے ابو لہب کی لونڈی ثویبہ کا دودھ نوش فرمایا، پھر اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے دودھ سے سیراب ہوتے رہے، پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے ساتھ لے گئیں اور اپنے قبیلہ میں رکھ کر آپ کو دودھ پلاتی رہیں اور انہیں کے پاس آپ ﷺ کے دودھ پینے کا زمانہ گزرا۔

بچپن کی ادائیں:-

آپ ﷺ کا جھولا فرشتوں کے ہلانے سے ہلتا اور جھولے میں چاند کی طرف انگلی اٹھا کر جس طرف اشارہ فرماتے چاند اس طرف جھک جاتا تھا۔

چاند جھک جاتا جہراٹھتی تھی انگلی مہدی میں

کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

بچوں کی عادت کے مطابق کبھی بھی آپ ﷺ نے کپڑوں میں بول و براز نہیں فرمایا، بلکہ ہمیشہ ایک معین وقت پر رفع حاجت فرماتے۔ جب آپ ﷺ اپنے پاؤں پر چلنے کے قابل ہوئے تو باہر نکل کر کھیلنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ بچوں کو کھیلنے ہوئے دیکھتے مگر خود کھیل کود میں شریک نہ ہوتے۔ لڑکے آپ کو کھیلنے کے لئے بلاتے تو آپ فرماتے مجھے کھیلنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔

ہجرت مدینہ

اعلان نبوت کے تیر ہوئے سال میں سرکار مدینہ ﷺ نے مسلمانوں کو ہجرت کر کے مدینہ منورہ جانے کی اجازت عطا فرمائی اور بعد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ خود بھی ہجرت کر کے وہاں تشریف لے گئے۔

مدنی حیات طیبہ

ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کو گیارہ سال شرف قیام بخشا، ان سالوں پیش آنے والے مختلف اہم واقعات کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

پہلا سال

مسجد قبا مسجد نبوی کی تعمیر کی گئی

پہلا جمعہ ادا فرمایا اذان و اقامت کی ابتداء ہوئی

دوسرا سال

قبلہ تبدیل ہوا، یعنی بیت المقدس کے بجائے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا

رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے نماز عیدین و قربانی کا حکم دیا گیا

حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا

مسلمانوں کو غزوہ بدر میں فتح ممین حاصل ہوئی۔

تیسرا سال

کفار کے ساتھ غزوہ احد کا معرکہ ہوا

ایک قول کے مطابق اسی سال شراب کو حرام قرار دیا گیا۔

چوتھا سال

نماز خوف کا حکم نازل ہوا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی

آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما سے نکاح فرمایا

- نماز قصر اور پردے کا حکم نازل ہوا

پانچواں سال

آپ ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا

غزوہ احزاب یعنی غزوہ خندق اور غزوہ بنی مصطلق واقع ہوئے

تیم کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا۔

چھٹا سال

صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان واقع ہوئے

آپ ﷺ نے مختلف بادشاہوں کے نام اسلام کی دعوت پر مشتمل خطوط روانہ فرمائے

حبشہ کے بادشاہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے اس لام قبول کیا

اس سال آپ پر جادو کیا گیا

اور اس کے توڑ کیلئے سورہ فلق اور سورہ ناس نازل ہوئیں۔

ساتواں سال

غزوہ خیبر اور غزوہ ذات الرقاع واقع ہوئے

آپ ﷺ نے حضرت ام حبیبہ، حضرت صفیہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہن سے نکاح فرمایا

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز عصر کیلئے آپ ﷺ کی دعا سے سورج واپس پلٹا۔

آٹھواں سال

آپ ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی

غزوہ حنین واقع ہوا

مکہ مکرمہ فتح ہوا۔

نواں سال

شاہ حبشہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا

مختلف وفود کی بارگاہ رسالت میں حاضری ہوئی

حج کی فرضیت کا حکم نازل ہوا

غزوہ تبوک واقع ہوا جس کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے دل کھول کر مالی معاونت کی۔

دسواں سال

اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا
اسی سال آپ نے حج ادا فرمایا جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔

گیارہواں سال

ہجرت کے گیارہویں سال، 63 برس کی عمر میں آپ ﷺ کا وصال ظاہری ہوا
اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تدفین ہوئی۔

کتاب - سیرت الانبیاء، سیرت المصطفیٰ

مضمون نگار - محمد حسان قادری

درجہ - اعدادیہ

جدید ٹیکنالوجی کے منفی اور مثبت اثرات

ٹیکنالوجی کی وجہ سے زراعت کی پیداواری اور کارکردگی میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے۔ گھر بیٹھے پیسے کمانے کے نئے اور بہترین طریقوں سے لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔ مہینوں نے گھر کے سارے کام آسان بنانے کے ساتھ ساتھ ہمارا بہت سارا وقت بھی بچایا ہے۔ انسانی بقا کے لیے ٹیکنالوجی بہت ضروری ہے۔

جدید ٹیکنالوجی نے جس طرح سے ہمارے لیے آسانیاں پیدا کی ہیں، اسی طرح اس کے نقصانات بھی بڑی تعداد میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جہاں ایک چیز کے فائدے ہوتے ہیں، وہیں اس کے نقصانات بھی ہوتے ہیں۔

ماضی میں جو مشکلات ٹیکنالوجی نہ ہونے کی وجہ سے درپیش تھیں، وہ اب کافی حد تک حل ہو چکی ہیں۔ ٹیکنالوجی نے ہماری بہت سی مشکلات کو آسانی میں تبدیل کر دیا ہے۔ وسائل نقل و حمل کا مسئلہ ہو یا مواصلات کا، جہاں پہلے ہم دنیا جہاں میں ہونے والے واقعات سے بے خبر رہتے تھے، آج ٹیکنالوجی کی بدولت پل پل کی خبروں سے واقف ہوتے ہیں۔ پہلے کوئی ضروری کام کے لیے دور دراز کا سفر طے کرنے کے لیے ہی کئی دن اور مہینے لگ جاتے تھے، آج ٹیکنالوجی کی مدد سے اس درکار وقت میں انسان کے سیکڑوں کام نمٹ جاتے ہیں۔ لوگ مہینوں اور سالوں تک اپنوں سے بے خبر رہتے تھے، آج ٹیلی فون اور موبائل کی وجہ سے ان سے ہر پل آگاہ رہتے ہیں۔

ٹیکنالوجی کی وجہ سے زراعت کی پیداواری اور کارکردگی میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے۔ گھر بیٹھے پیسے کمانے کے نئے اور بہترین طریقوں سے لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔ مہینوں نے گھر کے سارے کام آسان بنانے کے ساتھ ساتھ ہمارا بہت سارا وقت بھی بچایا ہے۔ انسانی بقا کے لیے ٹیکنالوجی بہت ضروری ہے۔

لیکن ٹیکنالوجی جہاں ہمارے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہو رہی ہے وہیں اس کے نقصانات بھی خطرناک ہیں۔ اس نے ہمیں بہت ساری مختلف فکر میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس کے لگاتار استعمال نے معاشرے میں بڑی خرابیاں پیدا کر دی ہیں۔ اس کے زیادہ استعمال سے ہم جسمانی طور پر تو سماج میں ہیں، اپنوں کے ساتھ ہیں، لیکن اگر دیکھا جائے تو اس نے ہمیں ہمارے اپنوں کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی ذہنی طور پر سب سے جدا کر دیا ہے۔ ایسے مسائل، جن کے بارے میں پہلے سوچا بھی نہیں جاتا تھا، آج وہ ہر دن اخبار کی ہیڈ لائن ہوتے ہیں۔ بے حیائی اور فحش بالکل نہیں کے برابر تھی، لیکن ٹیکنالوجی نے تو اب ہمارے ضمیروں کو اتنا مار دیا ہے اور انسان کو اتنا ڈھیٹ بنا کر رکھ دیا ہے کہ اب وہ برائی کو بھی برائی نہیں سمجھتے جوں جوں ٹیکنالوجی میں ترقی حاصل ہو رہی ہے، انسان اخلاقی گراؤ میں مبتلا ہو رہا ہے۔ وہ اب اخلاقیات، محبت، شفقت، ادب، احترام، انسانیت، شرافت وغیرہ سب کو بھول کر صرف مہین بن کر رہ گیا ہے۔

اب وہ اخلاقیات کو بھلا کر بد اخلاق ہو چکا ہے۔ محبت نے نفرت کی شکل اختیار کر لی ہے۔ شفقت بے دلی میں، ادب و احترام بد تمیزی میں، انسانیت ظلم و ستم میں اور شرافت غنڈہ گردی میں بدل گئی ہے۔ رحمہ کی جگہ اب نفرت نے لے لی ہے۔

پہلے خواتین اپنے ماں باپ کی اجازت سے باہر جایا کرتی تھیں، اب انھیں بتانا بھی ضروری نہیں سمجھتیں۔ ایسے ہی کچھ معاملات میں ٹیکنالوجی مضربے۔ لوگ زیادہ تر بے روزگاری میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ سے بڑے پیمانے پر بے ہودہ طرز زندگی اور تفریح کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ لوگ نہ جانتے سمجھتے بھی سانسبر کر انم کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ موبائل فون کا لگاتار استعمال بالکل نشہ جیسا ہوتا ہے اور انسانی دماغ کے لیے انسانی صحت کے لیے یہ کافی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے اثرات سب سے زیادہ بچوں پر دیکھنے کو ملتے ہیں، جس میں وہ اپنا قیمتی وقت برباد کر رہے ہیں۔

ٹیکنالوجی کی سب سے بڑی ایجاد ہے ”پرسنل کمپیوٹر“ اور اس کمپیوٹر کو لامحدود وسعت دینے والی ایجاد کا نام ہے انٹرنیٹ۔ انٹرنیٹ دراصل دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مختلف کمپیوٹرز کو مربوط کرنے والی کڑی ہے۔ جس طرح کمپنیاں اپنی پیداوار کی تشہیر کے لیے صارفین کی نظروں میں سامنے کے لیے جلوہ آرائیاں کرتی ہے، اسی طرح انسان بھی اپنی معلومات، ایجادات، خیالات اور تصورات کو دوسرے انسانوں تک پہنچانے کے لیے مضطرب ہوتا ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے ایسے تمام لوگوں کے ذوقِ تجسس کی تسکین بہ آسانی ہو جاتی ہے۔

انٹرنیٹ پر موجود کروڑوں ویب سائٹس اور سوشل میڈیا، تشنگانِ علم کو معمولی مہارت اور انگلیوں کی جنبش سے ہمد وقت سیراب کرتی ہیں۔ معلومات کے بھرپور خزانے کا منہ کھلنے لگتا ہے تو خس و خاشاک کا منہ زور ریل بھی دندنا تاہو اسکرین اور آنکھوں کے راستے دماغ میں اترنے لگتا ہے۔ انٹرنیٹ سے دنیا کے کسی بھی حصے میں موجود ہم زبان سے تبادلہٴ خیال کا عمل آسان ہو گیا ہے۔ ای میل اور سوشل میڈیا نے خط و کتابت اور مراسلات کی ترسیل کو انتہائی سستا اور معیاری بنا دیا ہے۔ اسی جدید ٹیکنالوجی کی وجہ سے تعلیم و تدریس کے نئے اور موثر ذرائع وجود میں آ گئے ہیں، جیسے ای لرننگ، ای بک وغیرہ۔

تفریح طبع کے گوناگوں وسائل ہاتھ آ گئے ہیں۔ فلمیں، نغمے، کتابیں، ضروریات زندگی، پیداوار کی تفصیل، مقامات، شخصیات اور کاروبار کی پل پل بدلتی کروٹیں لیتی صورت حال منکشف ہو جاتی ہیں۔ دوستیاں، شادیاں، کاروباری لین دین، نظریات کی تبلیغ غرض یہ کہ انسانوں کے باہمی نفع نقصان کے لامحدود امکانات ٹیکنالوجی و انٹرنیٹ نے فراہم کر دیے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ فحاشی، عریانیت، فیشن، لبرلزم، بے حیائی و بے شرمی، تیسرے درجہ کی زبان کا استعمال، دھوکے بازی اور نفرت کے پرچار کا راستہ بھی کھل گیا ہے۔

آخر اس کا سبب کیا ہے؟ اس کی بنیادی وجہ ہمارے اعتقادات کی کمزوری، اسلامی اقدار سے ہماری دوری اور نئی نسل کی صحیح اسلامی تربیت سے ہمارا جی چرانا ہے۔ ہم چھوٹی عمر سے ہی ٹیکنالوجی کا استعمال بچوں کو سکھا دیتے ہیں۔ اس کی ابتدا چھوٹے بچوں کو خاموش اور پرسکون کرنے کے لیے موبائل فونز پر ویڈیوز دکھانے سے ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ بچوں کو اس چیز کی عادت ہو جاتی ہے جو کہ ان کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے اور ہوئی بھی ہے۔ بچے جب تھوڑے بڑے ہوتے ہیں تو ان کی غیر لسانی سرگرمیاں صرف موبائل فونز اور کمپیوٹرز پر ویڈیو گیمز تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ وہ عمر جس میں بچے کھیل کود کر کے خود کو جسمانی طور پر فٹ رکھ سکتے ہیں، اس عمر میں ٹیکنالوجی کا بے دریغ استعمال جہاں ان بچوں کو جسمانی طور پر کمزور اور سست بنا دیتا ہے وہاں ذہنی صلاحیتوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔

اسی طرح میڈیا آج ٹیکنالوجی کا سب سے بڑا آلہ کار ہے۔ یہ جس کی جیسی چاہے برین واشنگ کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ منفی فلمیں، ڈرامے اور ویڈیوز منفی تربیت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

انسانوں کا انسانوں سے زیادہ وقت مشینوں کی رفاقت میں گزرنے کی وجہ سے انسان بھرے معاشرے میں تنہا ہو گیا ہے اور نفسا نفسی بڑھ گئی ہے، جس کی وجہ سے ڈپریشن میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ برائی کی تھوڑی سی خواہش بھی دل میں پیدا ہونے والا فرد جب انٹرنیٹ کے سامنے بیٹھ جاتا ہے تو اپنے ہم خیال کمپیوٹرنگ آسانی سے رسائی حاصل کر لیتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اس برائی میں مزید ڈوبتا چلا جاتا ہے۔

تمام ٹیکنالوجی کی ایجادات کی بنیاد ہے انسانی ضروریات

جس طرح ضرورت اپنا پاؤں پھیلا رہی ہے، نئی نئی ایجادات وجود میں آرہی ہے۔ ان ایجادات نے انسان کو عیش و مستی کا کھلونا بنا کر رکھ دیا ہے اخلاقی پستی اور بے تعلقی و بے حسی بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ نت نئے مصنوعی اشیاء متعارف کی جا رہی ہیں جو کہ بہر حال قدرتی اشیاء کی نسبت نقصان دہ ہوتے ہیں، بالخصوص اشیاء خورد و نوش۔

سب سے خطرناک نقصان ٹیکنالوجی کا ڈیولپمنٹ اسلحہ ہے۔ پرانے زمانے میں اگر دیکھا جائے تو لڑائی جھگڑے بہت مشکل سے ہوتے تھے۔ ان میں حصہ لینے کے لیے افرادی قوت اور تیغ و تیر مارنے کی کافی مہارت درکار ہوتی تھی۔ اس کے باوجود بھی لمحہ بھر میں درجنوں مارنا ممکن نہیں تھا۔ شہری آبادیوں سے دور کوئی میدان چنا جاتا تھا، جہاں مخالف افواج آئے سامنے ہوتی تھیں۔ اس طرح کی لڑائیوں میں شہروں کو کم سے کم نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ ایک شخص کے لیے دشمن پر تلوار، چاقو، تیر یا نیزے سے حملہ اتنا آسان نہ تھا، جو بندوق، پستول یا بم نے بنایا ہے کہ کم وقت میں بنا خطرے کے زیادہ افراد مارنا، جن میں کوئی حملہ آور سے جسمانی، نفسیاتی اور ذہنی لحاظ سے ہزار ہا طاقتور ہی کیوں نہ ہو مارا جاسکتا ہے۔

جدید ٹیکنالوجی اپنے آپ میں کوئی خطرناک چیز نہیں۔ جب ہم اسے اپنے منفی مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کرتے ہیں، تب اس کے مفید اثرات ناپید ہو جاتے ہیں اور مضر اثرات معاشرے میں ناسور بن کر پھیل جاتے ہیں۔ لہذا ہماری بنیادی ذمہ داری ہے کہ ان سہولیات سے ہماری نوجوان نسلوں کو صرف اور صرف معاشرے کی ترقی اور نشوونما کے کاموں میں استعمال کرنے کی تلقین و تاکید کی جائے۔ اسلام بھی ہمیں اعتدال میں رہنا سکھاتا ہے۔ انٹرنیٹ انسانیت کے لیے برکت ہے، لیکن اخلاقی قدروں سے ٹوٹتے ہوئے رشتے انٹرنیٹ کو ذلت کی تہوں میں دھکیل رہے ہیں۔

مضمون نگار، محمد ساجد قادری

جماعت، عالمیت

خانقاہِ راہِ سلوک کے شعبہ جات

جامعہ مکیہ خانقاہِ راہِ سلوک کا تعلیمی شعبہ ہے، جس کے ماتحت ایک عربی-انگریزی میڈیم رہائشی ادارہ ہے، جو طلباء کو اسلامی اور جدید دونوں تعلیم حاصل کرنے کا اہتمام کرتا ہے، جس میں عالم فاضل کے ساتھ ساتھ میٹرک / ہائی اسکول (دسویں) کا مشترکہ کورس، حفظ القرآن اور کمپیوٹر ڈپلومہ وغیرہ کرایا جاتا ہے۔

میں میسر گورنر

الجامعۃ المکیۃ

آن لائن کورسز

آن لائن کورسز

- ۱۔ مولوی کورس پروفیشنر اور کالج اسٹوڈنٹ کے لیے
- ۲۔ تربیت سالکین کورس
- ۳۔ عربی ڈپلومہ
- ۴۔ عربی انکس بول چال
- ۵۔ قرآن ناظرہ
- ۶۔ نامت کورس
- ۷۔ مبلغ کورس

- ۱۔ عالم فاضل
- ۲۔ مولوی
- ۳۔ حفظ القرآن
- ۴۔ ہائی اسکول انکس میڈیم
- ۵۔ عربی ڈپلومہ
- ۶۔ کڈز پرائمری اسکول
- ۷۔ کمپیوٹر ڈپلومہ
- ۸۔ سیلگرافی

F.Q.
PHARMACY

A Symbol Of Sympathy



ایف. قیو. فارمیسی خانقاہِ راہِ سلوک کا ایک طبی شعبہ ہے، جس میں ماہرین طب کے ذریعے دیسی جڑی بوٹیوں سے مختلف امراض کی ادویات تیار کی جاتی ہیں۔ جس میں اب تک لگ بھگ ۱۵۰ گورنمنٹ سے رجسٹرڈ پروڈکٹس پر لگاتار کام جاری ہے۔



FTE

PRIVATE LIMITED

Chandpur, Moradabad, UP - 244402

قیو. ایف. ٹی. ایف. ہمارا تجارتی شعبہ ہے، جس میں روز مرہ کے استعمال کی جانے والی ساری ضروریات کی چیزیں تیار کی جاتی ہیں، جس کا مقصد قوم کو حلال روزگار کے ساتھ حلال اور پاک چیزیں فراہم کرنا ہے۔



خانقاہ قادریہ چشتیہ راہ سلوک میں تعاون کے لئے اکاؤنٹ کی معلومات۔

ہمیں تعاون کیوں کریں...؟

عطیات فاؤنڈیشن کے موجودہ بنیادی ڈھانچے کی توسیع کے لیے استعمال کیے جائیں گے، یعنی ملک کے مختلف حصوں میں عربی - انگلش میڈیم اسکول اور مدرسہ، خانقاہ کے احاطے، اور خانقاہ میں ہر ایک کے لیے روزانہ لکڑی شریف فراہم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عطیہ کو عوام یا ضرورت مندوں کے لیے اصلاحی اور فلاحی منصوبوں کے لیے بھی استعمال کیا جائے گا۔

FOR

Zakat Fitra Ushr Sadaqaat

**Khanzul Iman Fi Saqafatil
Quran Educational Society
Sbi A/c No :32958297245**



قرض حسنہ فاؤنڈیشن

یہ ہمارا مالیاتی شعبہ ہے جو غریبوں، یتیموں اور نادار لوگوں کی مالی مدد کرتا ہے، ان کے کاروبار کے قیام، بیٹیوں کی شادیوں، یتیموں اور بیواؤں کی کفالت اور ضرورت مندوں میں کپڑے / کمبل باقاعدگی سے تقسیم کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔

FOR

Imdad And Nafila Donations

**Qarz -E-Hasnah Foundation
Sbi -A/c No:34578570005
Ifsc Code:SBIN0011176**



عربی - انگلش میڈیم اسکول

ہماری جانب سے لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے الگ الگ عربی - انگلش میڈیم اسکول چلائے جا رہے ہیں۔ دینی اور عصری تعلیم کے ساتھ کمپیوٹر کورس بھی کرایا جاتا ہے۔ ہم مالی طور پر کمزور طلباء کے قیام و طعام اور ہر طرح کی ضروریات کو پورا کرنے میں کوشاں رہتے ہیں، اور ذہین طلباء کو اسکالرشپ دینے کا بھی منصوبہ بنا رہے ہیں۔

**Jamiya Khazainul Irfan
Lil Banat**

**Sbi A/c No :35156408354
Ifsc : SBIN0011176**

